رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

ولتکن منکم امۃ یدعون
الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر
واولئک ھم المفلحون

بابت ماہ جون سنہ ۱۲ء

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بشیر الدین محمود احمد
صاحبزادہ مرزا

فہرست مضامین

قیمت سالانہ

عوام سے دو روپے (عہ) طلباء سے ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ)
غیر ممالک سے عہ دو روپے آٹھ آنہ لیجاتی ہے

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی ۲۷ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے (باہتمام مینجر اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں)

دفتر رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان سے شائع کیا

قابلِ توجہ خریداران

جن خریداروں کی قیمت جون ۱۲ء میں ختم ہوتی ہے۔ انکے نام جولائی کا پرچہ چھ ماہ یعنی دسمبر ۱۲ء تک کی قیمت عہ وصول کرنے کیلئے بھیجا جائیگا۔ جن اصحاب نے تا حال ۱۲ء کا چندہ بلکہ ۱۱ء کا بھی نہیں دیا۔ وہ مہربانی فرما کر اسکی ادا کی طرف توجہ فرماویں۔ کیونکہ رسالہ کا باقاعدہ وقت پر نکلنا بہت کچھ سالانہ چندہ کے وصول ہونے پر منحصر ہے۔

(۲) باوجود پہلے اطلاعی کارڈ لکھنے اور مفصل حساب سمجھا دینے کے جن صاحبوں نے تشحیذ کے وی پی واپس کرکے کارخانہ کو نقصان پہنچایا ہے۔ وہ بھی اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کریں۔

(۳) اور ممبران انجمن تشحیذ جنکو بذریعہ کارڈوں کے ریزولیوشن ۲ سے اطلاع دی جا چکی ہے۔ کہ ممبر صرف وہی صاحب رہ سکینگے جنکا بقایا چندہ ممبری ۳۰ جون ۱۲ء تک وصول ہو جائیگا بھی توجہ فرماویں۔

منعقدہ جنرل اجلاس ۲۳ فروری ۱۲ء

(۴) **حضرت صاحبزادہ صاحب کی اپیل بذریعہ خطوط کی طرف صرف چالیس** اصحاب نے عمال توجہ فرمائی۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ ہمارے تمام دوست جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان سے محبت و نیازمندی کا تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی آرزو خواہش کو پورا فرماوینگے۔ ذی استطاعت حضرات تشحیذ کے چندہ سالانہ میں اضافہ قبول فرماویں۔ اور اسکے علاوہ وہ اور دوسرے خریداروں میں سے ہر ایک کم از کم دو خریدار پیشگی قیمت دینے والے مہیا کردیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزا۔ ایسے تمام انصار کے نام انشاء اللہ اگلے رسالہ میں چھاپ دیئے جاوینگے۔

نوائے محمود یہ وہ دلچسپ پرسوز رقت انگیز لاجواب نظم ہے۔ جو صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر لکھی۔ اور جس کی کاپیاں جس قدر چھپی تھیں۔ ہاتھوں ہاتھ بک گئیں۔ اب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ جون ۱۹۱۲ء

درِّ مکنون

سنہ ۹۹ء و سنہ ۱ء میں جو خطوط امام مغفور علیہ السلام نے ایک مرحوم کے نام بھیجے حسن اتفاق سے وہ مجھے مل گئے۔ ان کے مطالعہ سے جو روحانی سرور مجھے حاصل ہوا وہ تو کچھ میرا ہی دل جانتا ہے لیکن اس مائدہ آسمانی پر اپنے احباب کی دعوت بھی ضروری جان کر خوانِ تشحیذ پر صلائے عام دیتا ہوں یہ صفحات لیڈنگ آرٹیکل کے لئے مخصوص تھے۔ مگر ان جواہرات پر میرے ہزار آرٹیکل قربان۔

اخراجات متعلقہ میں نے عربی میں بلاد شام اور عرب اور حرمین شریفین کے لئے کتاب لکھنی شروع کی ہے۔ چنانچہ آج کی تاریخ تک ۱۱۲ صفحے چھپ چکی ہے۔ اکیس سو چھپ رہی ہے۔ دو سو پچاس روپے کے قریب اسکا ماہواری خرچ ہو رہا ہے۔

(۲) ہمارے سلسلہ کے لنگر خانہ کا خرچ کچھ ایسا بڑھ گیا ہے۔ کہ تخمیناً گیارہ سو روپیہ ماہوار باوجود سخت کفایت شعاری کے ہو جاتا ہے۔ کیونکہ چاروں طرف سے حق کے طالب آ رہے ہیں۔ اور ضروری جلسے بھی ہوتے ہیں۔

اللہ پر بھروسہ پھر فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس کے لئے یہ سب کام ہیں۔ کوئی نہ کوئی وقت پر سامان کر دیگا۔ اور ہمیشہ کرتا ہے لیکن کوشش بھی شرط ہے۔ (۲- مارچ سنہ ۱۹۰۰ء خط ۱)

شرم حضور امام مغفور مجھے اس بات سے بہت شرم آتی ہے۔ کہ مینے اپنے نفس کے لئے آپ کو تکلیف دی ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو ہر ایک خدمت کا بہت بہت بدلہ دے اور ہمیشہ مکروہات زمانہ سے بچاوے آمین ثم آمین

عنبر کی پہچان عنبر میرے نزدیک وہ عمدہ ہے جس میں خوشبو زیادہ ہے۔ اور دانت کے نیچے چبانے سے موم کی طرح نرم ہو جاتا ہے۔ اور عنبر کا رنگ ڈبا بھی ہوتا ہے۔ اور سفید بھی ہوتا ہے اور کسی قدر پرانا ہونے سے سیاہ بھی ہو جاتا ہے۔ بہرحال جو خوشبودار اور دانت کے نیچے چبانے کیوقت آٹے کی طرح متفرق نہ ہو جائے۔ بلکہ موم کی طرح اکٹھا رہے۔ وہی اچھا ہوتا ہے

بیماری کا علاج کس نیت سے فرماتے ایسی چیزوں کی ضرورت مجھے پڑتی ہے۔ اور وہ بھی اس خیال سے کرتا ہوں۔ کہ جس خدمت میں لگا ہوا ہوں۔ اس خدمت میں بباعث بیماری حرج واقعہ نہ ہو۔

فراست مومن آپ کے بھائی روشن علی صاحب چند روز سے قادیاں میں آئے ہوئے ہیں۔ بباعث کثرت آدمیوں کے مجھے کم دیکھنے کا اتفاق پڑتا ہے لیکن معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ بہت غریب طبع لڑکا ہے۔ اور نیک خیال رکھتا ہے (۱۸- مئی سنہ ۱۹ء خط ۲)

جماعت کو سند خوشنودی مجھے خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے بہت خوشی ہے۔ کہ جس قسم کے اخلاص اور جوش اپنی جماعت کی طرف سے میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ انمیں پائے جاتے ہیں۔ اور ترقی کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان ترقیات تک پہنچائے۔ جو صحابہ رض کو

(بلی تھیس۔ ۳۱۔ دسمبر ۹۹ء خط ۳)

لاغری کے اسباب اور اس کا علاج

لاغری بدن کی۔ اسباب کے لحاظ سے ضرور تدبیر کرنی چاہیئے۔ بسا اوقات شدت محنت وقلت غذا اور قصور ہاضمہ اور کثرت فکر وغم اور کمی پیدائش خون یا کسی قسم کی حرارت غریبہ لاغری کا موجب ہو جاتی ہے۔ اور اگر معدہ کے افعال میں قصور نہ ہو۔ تو عمدہ غذائیں کھانا۔ دودھ پینا۔ انڈے کھانا یخنی پینا۔ اسکاٹ ایملشن پینا اور شیرہ بادام پیتے رہنا۔ اور کونین فولاد تقویت معدہ کے لئے استعمال کرنا۔ اور راحت و آرام کرنا اور نیند کافی سونا بہت مفید ہوتا ہے۔ اور اگر میسّر ہو۔ تو تبدیل آب وہوا کرنا۔ پھر سب سے بڑھکر یہ کہ جناب الٰہی میں عافیت کے لئے دعا کرتے رہنا مفید ہے۔

ایک مقدّمہ میں کامیابی کی پیشگوئی

گوڑگاؤں میں ایک نیم پاگل مولوی نے ہزار روپے کی نالش میرے پر دائر کر دی ہے۔ اس بنا پر کہ مدت ہوئی۔ کہ اس طرف سے یہ اشتہار عیسائیوں کے مقابل پر نکلا تھا۔ کہ اگر کوئی عیسائی ہماری نشانوں کے مقابل حضرت عیسیٰؑ کے معجزات کو ثبوت کے رو سے قوی ثابت کر دے۔ تو اس کو مبلغ ہزار روپیہ الصّہ انعام دیا جائیگا۔ اب وہ مولوی کہتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ کا صاحب معجزات ہونا ثابت ہے اور کہتا ہے۔ کہ میں عیسائی ہوں۔ اسلئے ہزار روپے انعام کا حقدار ہوں۔ اس کا مقدمہ ایک اکسٹرا اسسٹنٹ کے سپرد ہوا ہے۔ مگر یہ لوگ ہر ایک شر میں آخر شرمندہ ہوتے ہیں (۲۵۔ اپریل ۹۹ء خط ۴)

دور والے زیادہ اجر کے مستحق ہیں

انسان نزدیک سے تو ضرورت کو محسوس کر کے یا دیکھ کر مدد کرتا ہے۔ مگر صدہا کوس کی دوری سے مدد کرنا بڑی قوت ایمانی کی نشانی ہے

(۲۶۔ اپریل ۱۹۰۰ء خط ۵)

بیعت کرنیوالوں کی دو قسمیں ہیں

بالفعل خدا تعالےٰ نے میرے دل میں یہی ڈالا ہے کہ بیعت کرنے والے دو قسم میں رکھے جائینگے۔ ایک جو اعلیٰ اوصاف تر زندگی کے

خواہشمند اور خدا تعالیٰ کے منشاء کی اطاعت کے لیے حاضر ہیں۔ اور ایک وہ جو کسی قدر کمزور ہیں جیسا کہ اشتہار مرسلہ سے ظاہر ہوگا۔

جماعت کے لوگ کیسے ہیں ؟

میں خوب سمجھتا ہوں۔ کہ آپ اور آپکے دوست جو ہماری جماعت میں سے ہیں۔ ایک ذرہ فرق نہیں کرتے بلکہ اپنے نفس اور اپنے اہل وعیال پر اس سلسلہ کو مقدم رکھتے ہیں۔

تالیفات کی اشاعت ضروری ہے

اگر ہماری تالیفات کا سلسلہ بلا فترت اور ناغہ جاری رہا۔ تو امید کیجاتی ہے کہ انشاء اللہ جلد تر ایک دنیا اس (سلسلہ) میں داخل ہوجائیگی۔ مگر جو پہلے ہیں وہی پہلے ہونگے الا ماشاء اللہ

میرے لئے مفید تحفہ

عنبر میرے لیئے بہت مفید تحفہ ہے مجھے ایک اعصابی بیماری ہے اسکو یہ فائدہ کرتا ہے۔ اور بیماری کے دورہ کیوقت کئی دن تک میں بیکار ہوجاتا ہوں۔ پھر عنبر اور مشک کے استعمال سے اکثر طبیعت بحال ہو جاتی ہے۔

تریاق القلوب

میں خیال کرتا ہوں۔ کہ یہ رسالہ میری جماعت کے لیئے نہایت ہی مفید ہوگا۔ اور جو دوست اس سلسلہ میں وعظ اور تبلیغ کا شوق رکھتے ہیں۔ ان کو بہت مدد دیگا۔ اور اسکے دیکھنے سے ان کی معلومات بہت وسیع ہو جائینگی۔ اور وہ دوسروں کو بڑی قوت اور بصیرت سے سمجھا سکینگے۔ (۱۸۔ اکتوبر ۹۹ سنہ ۶ء خط نمبر ۶)

تعزیت

بچہ کے فوت ہونیکا طبعاً رنج تو ہے۔ لیکن چونکہ اسی مالک کا فعل ہے۔ جو بچوں کو دنیا میں بھیجتا ہے۔ اور رحیم وکریم ہے۔ اسلئے جائے صبر ہے۔ امید ہے۔ کہ اپنے فضل و کرم سے اس کا بدل عطا کر دیگا۔ کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ماہ رمضان میں دعا

ماہ رمضان ہے۔ تمام دوستوں کیلیئے دعا کرتا ہوں۔ اور آپ کے لئے بھی نماز اور خارجِ نماز میں دعا کرتا ہوں۔ (۲۰۔ جنوری ۱۹۰۰ سنہ ۶ء)

مسیح کا پیغام احباب کے نام

تمام دوستوں اور مخلصوں کو آپ میری طرف سے سلام مسنون پہنچادیں اور تقویٰ و پرہیزگاری کی نصیحت کریں۔ عمر ناپائدار اور موت سر پر کھڑی ہے عقلمندی یہی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہیں ۲۰- اپریل ۹۹ء خط

امام کا ذاتی کام بھی دینی کام ہے

میرا ذاتی کام بھی درحقیقت دین کا کام ہے۔ کیونکہ وہ میری صحت کے متعلق ہے۔ اور میری زندگی محض دین کے لئے وقف ہے۔

ہمارا کام اور طریق سرانجام

ہمارا کام یہ ہے۔ کہ اسلام کی عمارت کو نئے سرے سے درست کیا جائے اسلئے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آئے دن چندوں کی ضرورت ہوتی تھی۔ یہی ضرورتیں ہمیں پیش آگئی ہیں۔

مصارف

چونکہ ایام قحط میں اور ان دنوں ہمارے لنگر خانے کا خرچ بباعث کثرت جماعت کے جو آجکل ایک فوج کی طرح قادیان میں فروکش ہے۔ اکثر ہزار روپے مہینے سے زیادہ خرچ ہو جاتا ہے۔ اور متفرق اخراجات کا کچھ کھٹکا نہیں ہے یقین ہے۔ کہ اللہ غیب سے اسباب مہیا کر تا جائیگا۔ مگر زیادہ تر دینی تالیفات کے خرچ کا بہت خیال ہے۔ کہ عمر کا اعتبار نہیں ہے۔

حضور کیا چاہتے ہیں

ابھی تک بہت سی اصلاحیں ہمارے ذمے ہیں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت دیانت اور امانت اور خدا شناسی سے بھر جائے۔ اور وہ آپس میں محبت اور صلحکاری اختیار کرلیں۔ جن کے باہم دل صاف نہیں ہیں۔ بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور موت کو قریب سمجھیں۔ اور باہم سچی محبت رکھیں۔ اور باہم منافقانہ طریق اختیار نہ کریں۔ ۱۴- اگست ۱۹۰۰ء خط (۱۵)

عورتوں کو کافی خرچ دینے کی تاکید

کو کافی خرچ نہیں پہنچتا۔ ایسے موقعہ پر جو لڑکا شیر خوار ہے۔ اور کمزور و بیمار ہے۔ عورتوں کو عمدہ خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔ تا دودھ عمدہ

پیدا ہو۔ اور نیز بچوں کے تعہد کے لئے ضروری اخراجات کی حاجت پڑتی ہے۔ مناسب ہے کہ سب باتوں اور ضرورتوں کا لحاظ کر کے اسکو بجا کریں۔ (۷۔ مئی ۹۹ء خط نمبر ۹)

ایک تجویز میں نے اسجگہ پر ایک کتاب تالیف کر کے یہ انتظام کیا ہے۔ کہ لنڈن میں وہ کتاب چھاپی جائے۔ کتاب ایسی زبردست ہے۔ جس سے عیسائی مذہب اور عیسائی اصولوں کا تختہ الٹتا ہے۔ کتاب کیا ہے۔ خدا تعالےٰ کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔ اور میری تجویز ہے۔ کہ پروف دیکھنے اور انتظام چھپوائی کے لئے دو آدمی بھیجے جائیں۔ کہتے ہیں کہ اس سفر کا خرچ سات سو روپیہ کے قریب ہوگا۔ (۲۹۔ مئی ۹۹ء) میں نے یہ خط اس خیال سے درج کیا ہے تا برادرانِ ملت کو حضرت اقدس کے ارادوں اور خواہشوں کا علم ہو۔ اور کوئی سعادتمند روح آئندہ زمانے میں انکو پورا کرے

مقدمہ فوجداری کا انجام کیا ہوگا گو مقدمہ اپنی صورت میں اب سخت ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ پر ہمارا بھروسہ ہے وہ بہرحال بہتر ہوگا۔

ولادت فرزند میری گھر میں ۱۴۔ صفر ۱۳۱۶ھ بروز چہارشنبہ ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ یہ پسر چہارم ہے۔ اسکا نام مبارک احمد رکھا گیا ہے۔ عرصہ چودہ سال کا ہوا ہے۔ کہ مجھے خدا تعالےٰ نے اطلاع دی تھی۔ کہ چار لڑکے پیدا ہونگے۔ اور چوتھا لڑکا ہوگا۔ اسکا عقیقہ بروز دوشنبہ ہوگا۔ سو اب یہ چوتھا لڑکا ہے۔ مجھے وہ خواب بھول گئی تھی۔ اور میں نے تجویز کی تھی۔ کہ عقیقہ اتوار کے دن ہو۔ لیکن خدا تعالےٰ سے ایسے اسباب ہو گئے۔ کہ عقیقہ اتوار کو نہ ہو سکا۔ سخت روکیں پیش آگئیں۔ آخر دوشنبہ کو ہوا۔ تب وہ خواب یاد آیا۔ کہ عقیقہ پسر چہارم کا دوشنبہ کو ہوگا۔ (۷۔ جون ۹۹ء خط نمبر ۱۱)

دعا کو انتہائی نقطے پر پہنچا کر خدا پر چھوڑ دو میں نے آپکے منشاء کے موافق کئی دفعہ بہت بہت دعا کر کے آخر خدا تعالیٰ کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ انسان اپنے مصالحہ کو اچھی طرح نہیں جانتا۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے عسیٰ ان تکرھوا شیئًا وھو خیر لکم۔ غرض دعا بہت کی گئی ہے۔ اگر اس دعا

کے موافق نہ ہوا تو سمجھنا چاہیئے۔ کہ خیر اسی میں ہے۔ جو ظہور میں آیا (۲۲۔ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء خط نمبر ۱۱)

مینارۃ المسیح ایک خط میں منارہ کے چندے کی طرف حضور نے بہت توجہ دلائی ہے۔ اور مولوی عبدالکریم رضؓ اس کی تشریح فرماتے ہیں۔

یہ منارہ وہی ہوگا۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلّم کی پیشگوئی میں مندرج ہے۔ اس کے اسرار حکم پر مفصّل اشتہار میں بحث کی گئی ہے۔ حضرت اقدس کو بڑا جوش ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک منہ کی باتیں پوری ہو جائیں۔ لاحباب سوچیں۔ کہ ہمنے اس میں کہاں تک حصّہ لیا)

حضور کا ایک الہام اسی خط میں ایک الہام درج ہے۔ رات عشا کی نماز میں حضرت اقدس کی زبان پر الہاماً جاری ہوا۔ واجعل افئدۃً کثیرۃً من النّاس تھوی الیّ یعنی انسانوں کے بہت سے دلوں کو میری طرف جھکا دے۔ یہ ایک بشارت ہے سلسلہ کی ترقی کے متعلق (آج سنہ ۱۲ء میں اسکی صداقت ملاحظہ ہو (۲۔ مئی سنہ ۹۹ء خط نمبر ۱۲)

ایک نشان مولوی عبدالکریم صاحب حضور کی خط وکتابت کا کام بھی کرتے تھے۔ اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں۔ حضرت اقدسؑ آپ پر اور جماعت افریقہ پر سلام بھیجتے اور اپنی خوشنودی سب کی نسبت ظاہر کرتے ہیں۔

عجیب بات یہ ہے۔ کہ آپ کا وعدہ ارسال روپیہ آنے سے ایک ہفتہ قبل حضرت اقدسؑ کو رؤیا ہوئی۔ کہ حامد علی آکر کہتا ہے۔ کہ باہر ایک ہندو کھڑا ہے۔ اور دعا کے لئے درخواست کرتا ہے حضور اقدس اسے کہتے ہیں۔ کہ بے نذر لئے ہم دعا کرنیکے نہیں۔ پھر حامد علی دوبارہ واپس آتا ہے۔ تو ایک چھوٹا بیگ اور دو چادریں ہیں۔ ان میں روپیہ بھر کر لاتا ہے فرمایا ہندو سے مراد ایسا شخص ہوا کرتا ہے۔ جو دنیا کے غمّ ہمّ میں مبتلا ہو۔ اور چاہے کہ کسی طرح دنیوی ابتلاؤں سے نجات ہو۔ پھر جب نام بنام فہرست چندہ پر مشتمل خط آیا۔ تو تاویل و تصدیق واضح ہو گئی۔

چند الہام ۱۲۔جون ۱۸۹۹ء کو الہام ہوا سیھزم الجمع ویولون الدبر ۱۳ کو الہام ہوا۔ انی اسقط من اللہ واصیبہ (۲۰) چہار شنبہ تین بجے بعد دوپہر حضرت اقدس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس کی نسبت ۱۳۔اپریل کو الہام ہوا تھا۔ اصبر ملیا۔ ساھب لک غلامًا زکیا ۱۴ جون ۱۸۹۹ء خط ۱۳)

ایک اور الہام ۲۹۔ستمبر ۱۸۹۹ء کو الہام ہوا۔ انا اخرجنا زروعا لک یا ابراھیم حضرت اقدس تریاق القلوب کی تالیف میں مصروف ہیں۔ ۲۲۔ستمبر ۱۸۹۹ء خط ۱۴)

مومن کا ہتھیار دعا ہے ایک خط میں ایک صادق دوست نے لکھا ہے حضرت اقدس کا ہمیشہ یہی حکم ہے۔ کہ اگر تیرے راہ میں کوئی دقت آوے۔ تو دعا کے ذریعے سے اسکو دور کر۔ اگر دشمن کیساتھ مقابلہ ہے تو دعا کی تلوار سے اسکو کاٹ ڈال۔ اگر دوست کے ساتھ معاملہ ہے تو دعا کی مدد سے اسکو قائم رکھنے کی کوشش کر۔ اگر کسی بھائی سے تو کوئی حرکت ناجائز دیکھتا ہے تو ایسا نہ کر کہ جلدبازی کے ساتھ تو اس سے توڑ بیٹھے۔ بلکہ حلیمی کیساتھ علیحدگی میں لیجا کر اسکو سمجھا اور اسکے آگے نرمی اور عاجزی اختیار کر اور اس کی ملاقات سے پہلے اسکے حق میں بہت دعا کر تا کہ جماعت میں تفرقہ پیدا نہ ہووے۔ اور یاد رکھ کہ انسانی کمزوریوں سے کوئی خالی نہیں۔ ہر ایک تھوڑا بہت اپنے اندر کمزوریوں کا حصہ رکھتا ہے۔ چاہیئے کہ ہم چشم پوشی سے کام لیں۔ وہ قلعہ جو توپوں اور تفنگوں سے فتح نہیں ہوسکتا۔ اسکو دعا کے ذریعے کھول سکتے ہیں۔ اور وہ شیر جو کسی کے قابو میں نہیں آتا۔ وہ دعا کے ذریعے سے قابو کیا جا سکتا ہے۔ ۱۳۔اگست ۱۸۹۹ء خط ۱۵)

جنوری ۱۹۰۰ء کا ایک نظارہ ایک دوست خط میں لکھتے ہیں مخالفین نے اذیت رسانی میں حد کردی ہے۔ آپ کے سامنے مکانات کا نقشہ ہوگا۔ مسجد کی سیڑھیوں اور بازار کو جو راہ جاتی تھی۔ وہ بداندیش مخالفوں نے بند کردی ہے۔ جس سے تکلیف بہت بڑھ گئی ہے۔ مسجد میں جانیکے لئے قریبًا حضرت اقدس کے بیت السلام کا طواف کرنا پڑتا ہے اس تکلیف نے ایمان کو اور بھی وسعت اور ترقی دی ہے۔ اور نماز کے لیے چکر کاٹ کر جانے میں

ایک مزا معلوم دیتا ہے۔

(نوٹ) یہ خط اسلئے درج کیا ہے۔ تا اس وقت کی حالت کا مقابلہ موجودہ حالت کے ساتھ کر کے نبی کریم صلعم پر درود پڑھا جاوے۔ ۲۳ جنوری ۱۹۰۰ء خط ۱۲۶)

دنیا کی عظیم المنفعت تجارت درحقیقت اس ناپائدار دنیا میں سے یہی بڑا بھاری فائدہ اور عظیم المنفعت تجارت ہے۔ کہ کوئی ایسی نیکی ہو۔ جس سے اللہ جل شانہ راضی ہو جائے۔ ورنہ دنیا کی زندگی میں بجز کھانے پینے اور چند ریاکاری کے کاموں کے اور حاصل کیا ہے۔ (۲۸ اکتوبر ۱۹۰۰ء خط ۱۷۱)

محبّت الٰہیہ حضرت خلیفۃ المسیح اپنے ایک خط میں ۱۹۰۱ء قمطراز ہیں۔ کہ محبت الٰہیہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کو مطالعہ کرنے قرآن کریم بہ تدبر مطالعہ کرنے اور الحمد شریف کے بہت پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے۔

لذت عبادت نماز کو بلحاظ معنے پڑھنے اور ہر موقعہ پر دعا سے کام لینے سے اور کثرت استغفار وکثرت لاحول سے دل کی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔

کلمات طیّبات امام کائنات حضرت اقدس کے کلمات جو ایک دوست نے افریقہ پہنچائے۔ ان میں سے کچھ آپ تک پہنچاتا ہوں فرمایا لوگوں کی فصاحت اور بلاغت الفاظ کے ماتحت ہوتی ہے۔ اور اس میں سوائے قافیہ بندی کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ جیسے ایک عرب نے لکھا ہے کہ سافرت الی روم وانا علی الجمل ما توم میں روم کو روانہ ہوا۔ اور میں ایک ایسے اونٹ پر سوار ہوا جسکا پیشاب بند تھا۔ یہ الفاظ صرف قافیہ بندی کیواسطے لائے گئے ہیں یہ قرآن شریف کا اعجاز ہے۔ کہ اس میں سارے الفاظ موتی کی طرح پروئے گئے ہیں۔ اور ایسے اپنے مقام پر رکھے گئے ہیں۔ کہ کوئی ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ نہیں رکھا جا سکتا۔ لیکن باوجود اسکے قافیہ بندی اور فصاحت وبلاغت کے تمام لوازم موجود ہیں۔

لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کی تاکید کیوں ہے فرمایا یہ جو رات دن مسلمانوں کو کلمہ طیبہ کہنے کیواسطے تاکید اور تاکید ہے

اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ بغیر اسکے کوئی شجاعت پیدا نہیں ہو سکتی جب آدمی لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے۔ تو تمام انسانوں اور چیزوں اور حاکموں اور افسروں اور دشمنوں اور دوستوں کی قوت اور طاقت ہیچ ہو کر انسان صرف اللہ کو دیکھتا ہے۔ اور اسکے سوا سب اس کی نظروں میں ہیچ ہو جاتے ہیں بس وہ شجاعت اور بہادری کیساتھ کام کرتا ہے۔ اور کوئی ڈرانیوالا اسکو ڈرا نہیں سکتا۔

حضور کی آرزو میں چاہتا ہوں ایک کتاب تعلیم لکھوں۔ اس کتاب کے تین حصے ہوں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالےٰ کے حضور میں ہمارے کیا فرائض ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ اپنے نفس کے کیا کیا حقوق ہم پر ہیں۔ اور تیسرے یہ کہ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں (ہے کوئی دوست جو حضور کی کتابوں سے انتخاب کر کے ایسی کتاب تالیف کر دے)

کشف قبور فرمایا یہ لوگ جو کشف قبور لئے پھرتے ہیں یہ سب جھوٹ اور لغو اور بیہودہ بات ہے اور شرک ہے۔ ہم نے سنا ہے۔ کہ اس طرف ایک شخص پھرتا ہے۔ اور اسکو بڑا دعویٰ کشف قبور کا ہے۔ اگر اسکا علم سچا ہے۔ تو چاہیئے۔ کہ وہ ہمارے پاس آئے۔ اور ہم اسکو بعض ایسی قبروں پر لیجائینگے جن سے ہم خوب واقف ہیں۔ مگر یہ سب بیہودہ باتیں ہیں۔ انکے پیچھے پڑنا وقت کو ضائع کرنا ہے۔ سعید آدمی کو چاہیئے۔ کہ ایسے خیالات میں اپنے اوقات کو خراب نہ کرے۔ اور اس طریق کو اختیار کرے جو اللہ کے رسول اور صحابہ رضؓ نے اختیار کیا۔

موجودہ زمانے میں ہمارا فرض اس زمانہ میں جو فتنہ اسلام پر پڑا ہوا ہے۔ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اسکے دور کرنے میں کچھ نہ کچھ حصہ لے۔ بڑی عبادت یہی ہے۔ کہ اس فتنہ کے دور کرنے میں لگجائے۔ اسوقت جو بدیاں اور گستاخیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ چاہیئے کہ اپنی تقریر اور علم کے ساتھ اور ہر ایک قوت کے ساتھ جو اسکو دیگئی ہے مخلصانہ کوشش کے ساتھ ان باتوں کو دنیا سے اٹھادے۔ ہر ایک کو خدا کی توحید و تفرید کے لئے ایسا جوش ہونا چاہیئے جیسا خود خدا کو اپنی توحید کا جوش ہے۔

نماز بغیر کیفیت کے کچھ بھی نہیں نماز میں جو سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ

کہا جاتا ہے۔ وہ بھی خدا کے جلال کے ظاہر ہونیکی تمنا ہے۔ خدا کی ایسی عظمت ہو کہ اسکی نظیر نہ ہو۔ جو خدا کی عظمت اور جلال اور تقدیس کیواسطے جوش نہیں رکھتے۔ ان کی نمازیں جھوٹی ہیں۔ اور انکے سجدے بیکار ہیں جب تک خدا کے لئے جوش نہ ہو صرف منتر جنتر ٹھہرینگے۔ یاد رکھو۔ کوئی جسمانی بات جسکے ساتھ کیفیت نہ ہو۔ فائدہ مند نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ خدا کو قربانی کے گوشت نہیں پہنچتے ایسے ہی تمہارے رکوع و سجود بھی نہیں پہنچتے جب تک ان کے ساتھ کیفیت نہ ہو۔ خدا کیفیت کو چاہتا ہے۔ خدا ان سے محبت کرتا ہے۔ جو اس کی عظمت اور عزت کے لئے جوش رکھتے ہیں۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ ایک باریک راہ سے جاتے ہیں۔ اور کوئی دوسرا ان کے ساتھ نہیں جا سکتا۔

شہودیوں والی بات درست ہو | قرآن شریف کے شروع میں جو کہا گیا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔ عالمین کا رب تو اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ رب اور ہے اور عالم اور ہے۔ ورنہ اگر وحدت وجود والی بات صحیح ہوتی۔ تو رب العین کہا جاتا۔

علامات شیعہ

ہمارے دوست منشی خادم حسین صاحب جو قیمتی معلومات شیعہ مذہب کے متعلق بہم پہنچا رہے ہیں۔ وہ اس قابل ہیں۔ کہ ہمارے بھائی احمدی ان پر غائر نظر فرماویں۔ اور اپنے تئیں اپنے امام ہمام کی تعلیم کے مطابق بنانیکی کوشش کریں۔

خداوند کریم نے کلام مجید میں کافرون۔ مومنوں۔ منافقوں کی علامتیں متعدد مقامات پر بیان فرمائی ہیں۔ اسی طرح احادیث شریف میں بھی مومنوں اور منافقوں کی نشانیاں مذکور ہیں انجیل میں بھی حضرت عیسیٰ نے سچے مسیحیوں کی علامت لکھی ہے۔ کہ اگر ان میں رائی بھر بھی ایمان ہے۔ تو وہ پہاڑ ونکو اپنی جگہ سے ٹال سکتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ اور یہ تفصیل و بیان کھوٹے کھرے نیک و بد کی تمیز کے لئے نہایت ضروری تھا۔

اسی طرح کتب شیعہ میں سچے شیعوں کی بھی خاص علامتیں پائی گئیں۔ جو بطور مشتے نمونہ

خر وار ذیل میں ہدیہ ناظرین ہیں۔

اول۔ سوید بن غفلتہ سے روایت ہے۔ کہ جناب علی علیہ السلام کوفہ کی مسجد سے نکلتے تھے۔ ایک گروہ سامنے ہُوا۔ اور عرض کیا۔ السلام علیک یا امیر المومنین۔ لیکن جناب کو ناگوار ہُوا۔ انھوں نے عرض کیا۔ ہم تو آپ کے اصحاب ہیں۔ اور آپ کے شیعوں میں سے ہیں۔ جناب نے جواب فرمایا۔ کہ کیا سبب ہے۔ کہ وہ شیعوں کی علامتیں تم میں مجھ کو نظر نہیں پڑتیں۔ انھوں نے عرض کیا۔ کہ وہ کونسی علامتیں ہیں۔ جناب نے فرمایا۔ کہ جس کی آنکھیں گریہ و بکاء (خوف خدا) سے اندھی ہو جائیں۔ روزے رکھتے رکھتے شکم پشت کے ساتھ لگ جائیں (دعا کی) پیاس سے ان کے ہونٹ خشک رہیں۔ کثرت رکوع و سجود سے ان کی پیٹھ خم ہو۔ ذکر الٰہی کی وجہ سے انکے منہ سے خوشبو آئے۔ ومن لم یکن کذالک لیسوا منی و انا منہم بری۔ یہ آخری فقرہ حدیث ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو شیعہ ایسے نہ ہوں۔ وہ مجھ سے نہیں۔ اور میں ان سے بیزار ہوں۔ (دیکھو جامع الاخبار شیخ صدوق فصل ۱۷ مطبوعہ ایران)

دوم۔ اس باب میں ایک اور حدیث امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے مروی ہے۔ کہ جناب علیؑ ایک دن کوفہ سے حنانہ کی طرف تشریف لے گئے۔ کہ وہیں نماز پڑھینگے۔ ایک گروہ ان کے پیچھے ہو لیا۔ آنجناب نے دریافت فرمایا۔ کہ تم کون ہو۔ انہوں نے عرض کیا نحن شیعتک یا امیر المومنین۔ یعنی اے امیر المومنین ہم آپ کے شیعہ ہیں۔ جناب نے فرمایا۔ مگر کیا وجہ ہے کہ شیعوں کی علامتیں تم میں ہم نہیں دیکھتے۔ انھوں نے عرض کیا۔ یا امیر المومنین شیعوں کی علامتیں کیا ہیں آنجناب نے فرمایا۔ ان کے چہرے زرد ہوتے ہیں۔ جاگ جاگ کر (نماز شب کے لیئے) رو رو کر انکی آنکھیں تقریباً اندھی ہو جاتی ہیں۔ دعائیں مانگ مانگ کر انکے ہونٹ گھس گئے ہوں۔ اور پتلے ہو گئے ہوں۔ روزوں سے پیٹ تختہ ہو گئے ہوں۔ قیام نماز کی وجہ سے پیٹھ خم ہو گئی ہو۔ خدا کے حضور میں خشوع کرنیوالے آثار ان سے نمایاں ہوتے ہیں۔ دیکھو جامع الاخبار فصل ۱۷

سوم۔ اسناد حدیث مذکورہ سے ہی ایک اور حدیث ہے۔ کہ فرمایا حضرت امیر المومنینؑ

نے آزما کر دیکھو میرے شیعوں کو دو خصلتوں سے اگر یہ دو ان میں ہوں۔ تو وہ میرے شیعہ ہیں محافظتہم علیٰ اوقات الصلوٰۃ ومواساتہم مع اخوانہم بالمال یعنی نماز کے اوقات کی حفاظت رکھتے ہیں۔ اور مالوں سے اپنے بھائیوں کے ساتھ مروّت کرتے ہیں۔ وان لم تکونا فیہم فاغرب ثم اغرب۔ ثم اغرب۔ یعنی اگر یہ دونوں عادتیں ان میں نہ ہوں۔ پس دور ہیں اور دور ہیں۔ اور دور ہیں۔ جامع الاخبار فصل ۱۷

چہارم۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے جابر جعفی سے فرمایا اے جابر جو لوگ اپنے آپکو شیعہ سمجھتے ہیں۔ کیا ان کے لئے یہی کافی ہوسکتا ہے۔ کہ ہماری محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ قسم بخدا ہمارا شیعہ نہیں۔ مگر وہی شخص جو خدا کی فرمانبرداری کرے۔ پرہیزگار و متقی ہو اے جابر ہمیشہ شیعوں کی شناخت یہ تھی۔ کہ ان میں تواضع و انکسار ہوا کرتا تھا۔ ذکر الٰہی بہت کرتے تھے۔ روزہ نماز میں مشغول رہتے تھے۔ فقراء مساکین قرضداروں اور اپنے ہمسایوں سے نیک سلوک کرتے تھے۔ بات سیدھی کہتے تھے۔ تلاوت قرآن بہت کرتے تھے۔ لوگوں کی بھلائی کے سوا زبان کو گفتار سے بند رکھتے تھے۔ تمام امور میں اپنے عزیز قریبیوں کے محافظ اور امانت دار ہوتے تھے جابر نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ اس زمانہ میں ان صفات سے متصف کسی کو میں نہیں دیکھتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ اس خیال پر مت جا یہ کب کافی ہوسکتا ہے۔ کہ کوئی کہہ دے میں علیؑ کو دوست رکھتا ہوں۔ خواہ وہ یہ بھی دعویٰ کرے۔ کہ رسول خدا صلعم کو دوست رکھتا ہوں۔ کیونکہ آپ علیؑ سے افضل ہیں۔ اور آنحضرت صلعم کے احکام پر عمل نہ کرے۔ سنت پر نہ چلے۔ یہ محبت ہرگز کام نہ آئیگی۔ تم کو چاہیئے۔ کہ خدا سے ڈرو۔ نیک عمل کرو۔ تاکہ ثواب حاصل کرو۔ بتحقیق خداوند تعالیٰ کی رشتہ داری و قرابت کسی کے ساتھ نہیں۔ سب سے زیادہ خدا کا دوست وہ ہے۔ جو سب سے زیادہ . . . . پرہیزگار ہو۔ اسکے احکام پر سب سے زیادہ عمل کرے۔ قسم بخدا خدا کا قرب حاصل نہیں ہوسکتا۔ مگر اس کی اطاعت و فرمانبرداری سے آتش دوزخ سے چھوڑانے کے لیے ہم تمہارے ذمہ وار نہیں اور نہ خدا پر کسی کو حجت ہوسکتی ہے

جو خدا کا فرمانبردار اور مطیع ہو۔ وہ ہمارا بھی دوست ہے۔ اور جو اسکی نافرمانی کرے۔ ہمارا دشمن ہے۔ ہماری دوستی تو لا حاصل نہیں ہوتی۔ مگر پرہیزگاری اور نیک عمل سے"بعینہ۔ دیکھو عین الحیات مجلسی اردو مطبوعہ لاہور ص ۳۶۶

پنجم "بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہماری شیعہ وہی ہیں۔ جو شکستہ رنگ لاغر جسم خشک لب خالی شکم کہ ان کے رنگ متغیر اور چہرے زرد ہیں۔ تاریکی شب میں زمین کو اپنا فرش بناتے ہیں۔ اور اپنی پیشانی اس پر جھکاتے ہیں۔ سجدے بیحساب کرتے ہیں۔ بہت روتے ہیں۔ خوب دعا و زاری کرتے ہیں۔ لوگ خوش و خرم ہوں۔ مگر وہ غمناک دکھائی دیتے"۔ عین الحیات اردو ص ۳۶۶

ششم "جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ آپ نے فرمایا شیعہ جعفری وہی ہے۔ جو اپنے شکم و فرج کو حرام سے محفوظ رکھے۔ عبادت و ریاضت میں بہت ساعی ہو۔ جو کام کرے۔ رضائے الٰہی کیواسطے کرے۔ اسکے ثواب کا امیدوار اور عذاب سے خائف ہو۔ اگر ایسے لوگوں کو دیکھو جان لو کہ ہمارے شیعہ ہیں"۔ بعینہ عین الحیات اردو ص ۳۶۶

ہفتم ایک روایت عین الحیات فارسی سے بلا ترجمہ عرض کرتا ہوں۔ مطلب اسکا تقریباً وہی ہے جو حدیث امام محمد باقر نمبر چہارم میں مذکور ہو چکا ہے۔ وہو ہذا

"حضرت صادق بہ جابر جعفی گفت۔ سلام مرا بہ شیعیان من برساں و بایشاں بگو میان ما و خدا خویشی نیست و تقرب نمی تواں بخدا جست مگر بہ اطاعت خدا۔ اے جابر ہر کہ اطاعت خدا کند محبت ما داشتہ باشد۔ شیعہ ماست و کسیکہ معصیت خدا کند محبت ما با و نفع نمی دہد"

اسکے ساتھ ہی جناب علیؑ کی زبان مبارک سے ایک بیش بہا نصیحت ہے جس کا مطالعہ یقین ہے کہ ناظرین کی ازدیاد معرفت کا باعث ہوگا۔

"حضرت امیر المومنینؑ فرمود ہر کہ میخواہد۔ بدون عشیرۃ و قوم عزیز باشد و بے سلطنت و حکم صاحب مہابت باشد و بے نیاز باشد و مردم اطاعتش کنند۔ بدون آنچہ مالے بایشاں دہد پس باید کہ از ذلت معصیت خدا بیروں آید و بعزت اطاعت و فرمانبرداری خدا داخل شود۔ کہ آنہا ہمہ برائے او

مال حاصل است"

ہشتم ایک شخص نے جناب صادقؑ سے عرض کیا یا حضرت آپ کے شیعوں میں ایسے بھی لوگ ہیں۔ کہ گناہ کرتے ہیں۔ اور خدا کی رحمت کے بھی امیدوار ہیں۔ فرمایا وہ جھوٹے ہیں۔ ہرگز ہمارے شیعہ نہیں۔ اپنی خواہشات نفسانی پر مائل ہیں۔ اسی کو امید کہتے ہیں۔ ورنہ کسی شے کی امید کرنیوالا ضرور اسکے حاصل کرنیکی کوشش کرتا ہے۔ اور جس چیز سے ڈرتا ہے۔ اس سے دور بھاگتا ہے"
عین الحیات اردو ص ۲۱۶

نہم حدیث میں وارد ہے۔ کہ مومن کو دو خوف ہوتے ہیں۔ ایک گذشتہ گناہوں کا کہ نہ معلوم خدا معاف کریگا یا نہیں۔ دوسرا یہ کہ نہ معلوم آئندہ اس سے کیسے کیسے گناہ ہونگے۔ کسی وقت میں اسکا دل ان دو خوف سے خالی نہیں ہوتا۔ اور اس کی اصلاح سوائے خوف اور کوئی چیز نہیں کر سکتی"۔ عین الحیات اردو ص ۲۱۶

دہم منقول ہے۔ کہ جناب صادق نے نجم سے فرمایا۔ اے نجم تم تمام شیعہ ہمارے ہمراہ بہشت میں ہونگے۔ مگر کیا برا ہوگا۔ تم میں سے وہ شخص کہ جس کی وہاں پردہ دری کیجائے گی۔ اور عیب ظاہر کئے جائینگے۔ نجم کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ یا حضرت کیا آپ کے شیعہ کا یہ حال ہوگا۔ فرمایا۔ ہاں اگر اسنے اپنے شکم و فرج کی حفاظت نہیں کی ہوگی۔ حدیث میں ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اپنے بعد اپنی امت پر مجھے ان چیزوں سے زیادہ خوف ہے۔ حرام کھانا۔ پوشیدہ خواہشوں کا پورا کرنا۔ ریا کاری سود اور قرض" عین الحیات اردو ص ۳۲۵

یازدہم۔ ملا باقر مجلسی اس قسم کے علامات و فضائل مومنین کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "واضح ہو کہ احادیث معتبرہ سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اعمال و کردار کو ایمان میں دخل ہے۔ فرائض کا ترک اور کبائر کا ارتکاب انسان کو ایمان سے خارج کر دیتا ہے چنانچہ پیشتر مجمل طور سے ہمنے ظاہر کر دیا ہے۔ بندۂ خالص کو کبھی مومن کہہ دیتے ہیں کبھی شیعہ کبھی ولی بھی کہہ دیتے ہیں۔ اور بعض اوقات مومن اور شیعہ کے لفظ سے اسکو تعبیر کرتے ہیں۔

جس کے اعتقادات درست ہوں پس ان روایات واحادیث پر مغرور نہ ہونا چاہیئے جو مومن وشیعہ کی تعریف میں وارد ہوئی ہیں۔ اور یقین سمجھنا چاہیئے کہ "مومن چہ بسیار کم است" (اصل عبارت کتاب فارسی) مومن بصفت مومنیت بہت کم ہوا کرتے ہیں چنانچہ جناب صادق نے فرمایا ہے کہ مومن سرخ گندھک سے بھی زیادہ نایاب ہے"۔ عین الحیات اردو صہ ۳۶۲

چونکہ اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض سادات اور سیدزادے اکثر خوشامد پرست اور ریاکاروں کی خوشامدانہ اور چکنی چپڑی باتوں پر فریب کھا کر اعمال وعبادات سے غافل ہوجاتے ہیں۔ اور سیادت کے پردہ نہ خود پابندی صوم وصلوٰۃ کی تکلیف گوارا فرماتے ہیں۔ اور نہ دوسرے خوشامدیوں کو ہدایت کرتے ہیں۔ اسواسطے اس جسارت کی معافی مانگتے ہوئے میں خود سادات کی خدمت میں بھی چند احادیث عرض کردیتا ہوں

یازدہم۔ حضرت امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کوہ صفا پر خطبہ فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ یابنی ہاشم یابنی عبدالمطلب میں خدا کا رسول بنکر تمہاری طرف آیا ہوں۔ اور مجھکو تمہارے پر بہت شفقت ہے۔ اور وحقیقت واسطے میرے ہیں۔ میرے ہی عمل اور تم میں سے ہر ایک شخص کے لئے ہے۔ اس کا عمل یہ مت کہو۔ کہ محمد ہم میں سے ہیں۔ اور ہم بھی داخل ہونگے۔ جہاں وہ داخل ہوئے۔ مگر نہیں قسم ہے خدا کی نہ تم میں سے کوئی میرا دوست ہے۔ نہ تمہارے غیر میں سے۔ اے بنی عبدالمطلب۔ مگر متقی لوگ۔ خبردار رہو۔ قیامت کے دن میں تمکو نہ پہچانونگا الخ کچھ اصل عبارت حدیث۔ وان لی عملی ولکل رجل منکم عملہ لاتقولوا ان محمداً منا ولندخل مدخلہ فلا واللہ ما اولیائی منکم ولا من غیرکم یا بنی عبدالمطلب الا المتقون الا فلا اعرفکم یوم القیامۃ دیکھو کتاب الروضہ فروع کافی جلد ۳ صہ ۹۹

دوازدہم حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ بہشت تو واسطے متقی کے ہے۔ اگرچہ غلام حبشی ہو۔ اور دوزخ واسطے گنہگار کے ہے۔ اگرچہ سید قریشی ہو" دیکھو تفسیر

عمدۃ البیان اردو مطبوعہ دہلی زیر آیت فلا انساب بینہم یومئذٍ صـ۴۲۰

سیزدہم۔ کافی میں امام جعفر صادق علیہ السّلام سے مروی ہے کہ جب یہ آیت اتری۔ وجعلنا کم شعوبًا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقٰکم۔ یعنی خدا نے ذات اور قبیلے اسواسطے بنائے ہیں۔ کہ تم شناخت کر سکو۔ اور تم سے زیادہ معزّز اور مکرّم وہ ہے۔ خدا کے نزدیک جو زیادہ متقی ہے۔ تو آپ نے ذات پات کی اونچ نیچ کو مٹانے اور تمام مسلمانوں میں خواہ وہ ادنی ہوں۔ خواہ اعلیٰ اخوت عامہ اور مساوات کی روح پھونکنے کے لئے سب سے پہلے بحیثیّت اسوہ حسنہ ہونیکے زبیر بن عبد المطلب کی بیٹی کو مقداد بن اسود سے نکاح کر دیا۔ تا کہ تمام امّت اس مثال کی تقلید کرے۔ اور جان لیں۔ کہ جیسے ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقٰکم ہے۔ ویسے ہی عند الرسول بھی اگر کوئی معزز ہے۔ تو متقی ہی ہو سکتا ہے۔ دیکھو فروع کافی جلد ۲ کتاب النکاح صـ۱۳۹

چہاردہم۔ امام رضا علیہ السّلام نے اپنے بھائی زید یعنی زید النار سے بوجہ ان کے کامل متقی نہ ہونے کے ناراض ہو کر حسن الوشا راوی حدیث سے یوں خطاب فرمایا تھا۔

"اے حسن ایں آیت مبارک را از قرآن کریم چگونہ قرائت میکنی قال یا نوح انہ لیس من اھلك انہ عمل غیر صالح چوں در حضرت حق گنہگار شد خداوند او را از پسری نوح نفی کرد کذا من کان منّا لم یطع اللّٰہ فلیس منّا وانت اذا اطعت اللّٰہ فانت منا اھل البیت" ناسخ التواریخ جلد دوم کتاب ششم صـ۲۲

یعنی امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ اے حسن اس آیت مبارک کو قرآن مجید میں کس طرح پڑھا کرتے ہو۔ کہ خدا نے فرمایا۔ اے نوح یہ تیرا لڑکا تیرے اہلبیت سے نہیں ہے کیونکہ اس کے اعمال اچھّے نہیں ہیں۔ جب خدا کے نزدیک وہ گنہگار ہو گیا۔ تو خدا نے نوح کے بیٹے ہونے سے اسکو نکال دیا۔ اسی طرح سے جو شخص ہم میں سے ہے۔ مگر خدا کا فرمانبردار نہیں ہے۔ وہ ہرگز ہم میں سے نہیں ہے۔ وہ تو وہ (اے حسن) اگر تو بھی مطیع احکام خدا ہے۔ تو ہمارے

اہلبیت میں سے ہو سکتا ہے۔

اس روایت میں امام رضا علیہ السلام نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا ایک قول یا حدیث بیان فرمائی ہے ان علی بن الحسین کان یقول لمحسننا کفلان من الاجر ولمسیئنا ضعفان من العذاب" مورخ ناسخ التواریخ اسکا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ "علی ابن الحسین علیہما السلام میفرماید کہ خوبان مرا در از ای یک ثواب دو اجر می دہند و بدان ما را بجائے یک بیفرمانی دو عذاب فرمائیند" یعنی سادات جو ہم میں سے صالح ہوں۔ انکو ایک نیکی کا دو چند اجر دینگے۔ اور جو غیر صالح ہیں۔ انکو ایک نا فرمانی کے بدلے دو چند عذاب ملے گا۔

معزز ناظرین! ملاحظہ فرمالیے آپنے سچے شیعوں کے علامات ہ آپکو معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ ائمہ اہلبیت نبوت علیہم السلام بھی اپنے اپنے اوقات میں کس پایہ کے روحانی معلّم تھے۔ میں آپکو بلا تامل یقین دلا سکتا ہوں۔ کہ ان بزرگانِ دین کا کوئی علیحدہ مشرب نہ تھا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ خود بھی قرآن اور سنت پر عامل تھے۔ اور اپنے پیروؤں کو بھی اس پر عمل کرنے کی تاکید اکید فرمایا کرتے تھے اللھم صل علی محمد و آل محمد۔ اور اگر بالفرض کوئی بات ہمکو عام تعلیم اسلام سے جدید بھی معلوم ہوئی۔ تو در اصل وہ جدید نہیں۔ بلکہ مجددانہ رنگ رکھتی ہے۔ ٹھیک جیسے کہ آج کل عام لوگوں کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عقائد میں بعض باتیں جدید معلوم ہوتی ہیں۔ صحابہ کرام اور ائمہ اہلبیت و دیگر مجددین کی تعظیم اور ان کی پاک زندگیوں سے اخلاقی سبق حاصل کرنا اور انکے پاک ارشادوں اور ہدایتوں پر عمل کرنا گو پہلے سے ہی ہمارے سلسلہ کے اصولوں میں داخل ہے۔ لیکن خاص ائمہ اہلبیت کرام کے اصلی ارشادات کو دیکھنے سننے کا ہم میں سے بعض کو کم موقعہ ملا ہوگا۔ جس کی ذمہ دار زیادہ تر شیعہ جماعت ہے۔ جنہوں نے بلا تشبیہ نصاری کی طرح صرف محبت اور عصمت اور کفارہ مسیح جیسے بظاہر دلفریب مسئلوں کو ہی شعار مذہب بنا رکھا ہے۔ اور اس سے زیادہ اگر کچھ ہے۔ تو وہ خدا کے برگزیدوں کے معایب اور مطاعن تلاش کرنا ہے اور بس۔

اس قسم کے مضامین کے اجراء سے خاکسار راقم کا یہ بھی مقصد ہے کہ آپ کے قلوب صافی میں جو قبل ازیں ائمہ اہلبیت کی تقلیدی تعظیم ہے۔ اسکو علی بصیرت کیا جائے۔ ساتھ ہی یہ امر بھی مدنظر ہے۔ کہ ان بھائیوں کے لئے جو میری طرح پہلے شیعہ تھے۔ اور شیعہ میں تبلیغ کرنا چاہتے ہوں۔ انکے لئے بہترین مباحث مناظرہ اور زیادہ مفید مدعا معلومات بہم پہنچائے جائیں۔ جو عام رسمی طریق مناظرہ سے ارفع ہوں۔

اس مضمون کی اپنے شیعہ احباب میں بکثرت اشاعت کرو۔ اور ان سے باز پرس کرو کہ اے اہلبیت کی محبت کا دم بھرنیوالو! اور اے مذہب شیعہ کے سرگرم حامیو! اور اے عدل اور انصاف کو اصول دین میں داخل کرنیوالو! اور اے خلافت اور فدک کی بحثوں میں دن رات سر دھننے والو! اے رسول کریم جیسے معلم مزکی کے چیدہ اصحاب اور ازواج مطہرات کے بیباکی سے عیب چینو! نماز و روزہ اور دیگر احکام شریعت کا استخفاف کرنیوالو! مساجد کی جگہ امام باڑونکو آباد کرنیوالو! اہلبیت کرام کی اصلی تعلیم کو ضائع کر بیٹھنے والو! مرثیہ خوانی کو قرآن خوانی اور گریہ حسینؑ کو خشیت اور خوف الٰہی پر گریہ کرنے پر ترجیح دینے والو! اتباع سنت رسول صلعم سے غافل رہ کر بدعات کو شعار مذہب اسلام سمجھ بیٹھنے والو! امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے جی چرا کر جہلا کو خود ساختہ عقائد پر کاربند رہنے کی تاکید کرنے والو! نور حق کے متلاشیوں کو ظلمت کدہ کی سیر کرانے والو! ذرا ادھر تو آؤ۔ تمکو خدا کی قسم۔ رسول اور علیؑ اور حسینؑ مظلوم کے تشنہ حلقوم کی قسم ہے۔ انصاف سے بتلاؤ۔ آپ میں سے کتنے ہیں۔ جن میں سچے تشیع کے علامات نمودار ہیں۔

آپکو کس نے شیعہ اہلبیت ہونیکا سرٹیفکیٹ دیا ہے خلفائے رسول اور ازواج مطہراتؓ کے ایمان و نفاق کی جانچ پڑتال کا اختیار آپکو کس نے دیا۔ ہے تشیع کا امتحان تو جناب علیؑ اور امام باقر اور امام صادق اور امام رضا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وقت ہو چکا۔ اور اس وقت شاذ و نادر ہی تھے۔ جو کامیاب نکلے۔ پھر یہ دوبارہ امتحان کس وقت منعقد ہوا۔

اور کس امام نے لیا۔ جو آپ ہزار در ہزار اور کروڑوں شیعہ ہر ملک اور ہر شہر و قصبہ میں نظر آرہے ہیں۔ اور جس کو دیکھو نحن شیعۃ علی نحن شیعۃ علی اور یا علیؑ انت و شیعتک فی الجنۃ اور ان من شیعتہ لابراھیم کے نعرے لگاتا اور دوسرے مسلمانوں پر آوازے کستا ہے۔ دوسروں کے ایمان و اخلاص پر طعن کرنے سے پہلے ذرا اپنے گریبان میں بھی منہ ڈالکر تو دیکھو

نالہ حزنیت کو؟ آہ آتشینت کو؟

لاف عشقبازی چہ سند عشق را نشانی ہاست

ذرا سوچو تو سہی کہ عیب جوئی کی قابل نفرت عادت اصول دین کی پابندی کی غفلت اور مبالغہ آمیز فروعی اعمال کے فضائل پر قانع ہوجانے نے آپ کے مذہب آپکے اخلاق اور دیگر عمدہ اہم صفات حسنہ مثل شجاعت حمیت۔ غیرت کو کسقدر ناقابل تلافی نقصان عظیم پہنچایا ہے۔ اگر یقین نہ ہو۔ تو اپنے مجتہدان نجف اشرف و کربلائے معلّیٰ کے اس فرمان کو بغور ملاحظہ کرو۔ جو اصلاح اور حبل المتین میں شایع ہوچکا ہے۔ خواجہ غلام الثقلین کا لیکچر لکھنؤ جو مسلم گزٹ میں عراق اور ایران کی قابل رحم حالت پر چھپ چکا ہے۔ مطالعہ کرو۔ فرمان مذکور نے شیعہ کے عقاید پر خط نسخ کھینچ دیا ہے۔ اور لیکچر مذکور کے چشم دید واقعات اسکی مزید تائید کے لیئے کافی ہیں۔ فتدبروا یا اولی الابصار۔

خاکسار خادم حسین خادم بھیروی

ادعیۃ الاجابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی دعائیں جو مختلف اوقات و حالات کے مناسب حال فرمائی ہیں با اعراب مترجم نہایت مفید مجموعہ ایک جلد کے لیئے ڈیڑھ آنے کے ٹکٹ دو جلد کے لیے اڑھائی آنے تین جلد کے لیئے ۳؍ کے اس سے زیادہ کے لیئے وی پی کی فرمایش قیمت فی جلد ۱؍

عمدۃ الاحکام بخاری و مسلم کی فقہی احادیث کا مجموعہ جس میں کل احکام طہارت۔ نماز روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج۔ بیع نکاح۔ طلاق رضاع۔ قصاص۔ حدود کھانے پینے کے مسایل قریباً آگئے ہیں۔ با اعراب تحت اللفظ ترجمہ معتبر حاشیے خوشخط قیمت اصلی عمہ رعایتی ۸؍ پسندیدہ حضرت خلیفۃ المسیح چنانچہ آپنے اسے مستورات کے درس میں بھی شامل کیا ہے۔

سلم الوصول الیٰ اسرار اسراء الرسول

مصنفہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی پر

ریویو

(گذشتہ سے پیوستہ)

مولوی ابراہیم صاحب نے سلم الوصول کی فصل ثانی میں منکرین معراج جسمانی کے اعتراضات رفع کرنیکی کوشش کی ہے۔ مولوی صاحب موصوف اس فصل میں صرف تین شبہات منجانب منکرین معراج عنصری جسمانی پیش کرکے بزعم خود ان شبہات کا ازالہ کرچکے ہیں۔ مگر میرے نزدیک وہ اپنے اس ارادہ میں بھی قطعی ناکامیاب رہکر ان شبہات کو اور قوی ثابت کرگئے ہیں۔ پہلے شبہ پر انھوں نے ناخنوں تک زور لگایا ہے۔ اور سلم الوصول کے صفحات ۱۳ تا ۴۴ کو اپنے نامۂ اعمال کی طرح بالکل فضول طور پر سیاہ کرڈالا ہے۔ باقی دو شبہوں کے متعلق صفحات ۴۴ لغایت ۴۸ پر مختصر بحث کرکے رسالہ کو ختم کردیا ہے۔ پہلا شبہ منکرین معراج عنصری جسمانی کی طرف سے مولوی ابراہیم صاحب نے حسب ذیل پیش کرکے یوں خامہ فرسائی کی ہے۔

"بعض لوگ آیت قل سبحان ربی هل کنت الا بشراً رسولا کو پیش کرکے رفع عیسوی اور معراج نبوی صلعم سے انکار کی گنجایش نکالتے ہیں۔ یہ لوگ حقیقت شناسی سے بالکل بیخبر ہیں۔ تفصیل وبیان اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ سوالات کفارحین کے جواب میں کلمہ جامعہ سبحان ربی ہل کنت الا بشراً رسولاً تعلیم کیا گیا ہے۔ یہ ہیں "کفار کہتے ہیں۔ ہم تجھ پر ایمان نہیں لائینگے۔ وقالوا لن نؤمن لك حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او تکون لك جنة من نخیل و عنب فتفجر الانہار خللها تفجیرا او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی بالله والملئکة قبیلا او یکون لك بیت من زخرف او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیك حتی تنزل علینا کتٰبا نقرؤه

قل سبحان ربی هل کنت الا بشراً رسولاً (بنی اسرائیل) ترجمہ حتی کہ تو ہمارے لئے زمین سے چشمے جاری کردے۔ یا تیرے پاس کھجور اور انگور کا باغ ہو۔ اور اسکے نیچے نہریں جاری ہوں۔ یا تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا برساوے جیسا کہ تو کہا کرتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو ضامن لے آوے یا تیرے لئے کوئی گھر سونے کا بنا ہوا ہو۔ یا تو آسمان پر چڑھ جائے۔ اور ہم تیرے چڑھنے کو نہیں مانینگے جب تک کہ وہاں سے کوئی ایسی کتاب نازل کرے۔ جسے ہم خود پڑھ لیں۔ اے پیغمبر انکو ان سوالات کے جواب میں یہی کہدو۔ کہ میرا رب پاک ہے کہ کوئی اس پر زور و تحکم کرے، میں تو صرف ایک فرمانبردار بندہ اور رسول ہوں۔

ان آیات میں کفار کی ان اقتراحات کا ذکر ہے۔ اول آنحضرت صلعم کا اعجازی قوۃ سے زمین میں چشمے جاری کرنا۔ دوم آنحضور سرور عالم کے لئے خرما و انگور کا باغ موجود ہونا۔ اور اس میں نہروں کا بہتے ہونا سوم آسمان کا ٹکڑا عذاب کے لئے گر پڑنا چہارم اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور ملائکہ کی ضمانت تصدیق یا انکو سامنے لانا پنجم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سونیکا محل ہونا۔ ششم آنحضرت سید الرسل وافضل البشر کا آسمان پر چڑھ جانا اور وہاں سے کتاب کا اتارنا جسے کفار خود پڑھ لیں۔ یہ بالکل بدیہی اور مصرح امر ہے۔ کہ ان سب سوالات کے جواب میں ایک ہی کلمہ سبحان ربی هل کنت الا بشراً رسولاً تعلیم کیا گیا ہے۔ اگر یہ جواب امر ششم یعنی آسمان پر چڑھ جانیکے محال ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ تو باقی سب امور بھی مستبعد و ناممکن ماننے پڑینگے۔ کیونکہ جملہ سوالات کا ایک ہی جواب سکھایا گیا ہے۔

پس واضح ہو۔ کہ ان کل امور کا ممکن اور غیر ممتنع ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اور ایسے خوارق کا ذوات بابرکات انبیاء علیہم السلام سے باذن الٰہی واقع ہونا محل استبعاد نہیں کیونکہ معجزہ یعنی خرق عادت ممکن ہے۔

الغرض یہ سب آیات طیبہ صاف بتلا رہی ہیں۔ کہ امور مسئولہ کفار ممکن و غیر ممتنع ہیں۔ تو پھر آیت سبحان ربی هل کنت الا بشراً رسولاً سے عذر استحالہ کس طرح بجا ہے۔ اس صورت میں تو

قرآن کریم میں تعارض ہوگا وہذا باطل

پھر اگر یہ سوال ہو۔ کہ اگر سب امور مقترحہ ممکنات میں سے ہیں۔ تو سبحان ربی ہل کنت الا بشراً رسولاً کی صحیح تفسیر جس سے یہ جواب ہر امر کیساتھ منطبق ہو جائے کس طرح ہے۔ تو اسکا جواب یہ ہے۔ کہ اسکی صحیح تفسیر جس کی دوسری آیات مؤید اور مصدق ہیں۔ وہ ہے۔ جو تفسیر ابن کثیر و سراج منیر سے نقل کی جاتی ہے۔" اس آیت سبحان ربی کے یہ معنی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس امر سے پاک ہے۔ کہ کوئی شخص اس کی بادشاہی میں شریک ہو سکتی یا اس سے بڑھکر بات کر سکے۔ بلکہ جس امر کو چاہتا ہے۔ خود کرتا ہے۔ پس اگر وہ چاہیگا۔ تو تمہارا سوال قبول کریگا۔ ورنہ نہیں۔ اور میں تو صرف اسکے حکم کا مطیع اور اسکا ایلچی ہوں۔ میرا کام صرف تبلیغ رسالت ہے جو میں کر چکا ہوں۔ اور جو کچھ تم نے سوال کئے ہیں۔ انکا معاملہ خدا کے سپرد ہے۔ اسی طرح تفسیر سراج منیر میں بھی بوضاحت اس امر کو محقق کیا ہے۔ اور جس وقت کفار کی سرکشی اور کج بحثی حد کو پہنچ گئی۔ تو آپ کی زبان حال اللہ تعالیٰ سے اس بات کا جواب طلب کر رہی تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے جواب سکھایا۔ کہ ان بدبختوں سے کہو۔ کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے پاک ہے۔ کہ کوئی شخص اسپر حکم و زور کر سکے۔ یا قدرت میں اسکا شریک ہو سکے۔ میں اپنے اختیار سے یہ امر نہیں کر سکتا کیونکہ میں تو ایک رسول ہوں۔ اور مجھ سے پہلے جتنے رسول ہوئے ہیں۔ اپنے اختیار سے کوئی بھی معجزہ نہ دکھاتا تھا۔ بلکہ صرف وہی جو اللہ تعالیٰ انکے ہاتھ پر ظاہر کرے۔ اور ان کی قوم کے حال کے موافق ہوں۔ اور معجزات کا دکھانا رسولوں کے اختیار میں نہیں ہوتا تھا۔ اور نہ انکو یہ قدرت ہوتی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ پر حکم اور زور کر کے اپنی مرضی سے معجزے طلب کریں۔ اس آیت میں یہ جواب مجملاً دیا گیا ہے۔ اور تفصیل کیساتھ دیگر مقامات میں مذکور ہے۔ مثلاً آسمان سے کتاب اتارنیکا جواب سورہ انعام میں فرمایا گیا۔ اگر ہم تجھ پر لکھی ہوئی کتاب بھی نازل کرتے۔ اور یہ منکر لوگ اسکو اپنے ہاتھوں سے ٹٹول بھی لیتے۔ تو بھی انہوں نے اسکو جادو کہکر انکار کر دینا تھا۔ اور آسمان پر چڑھنے کا جواب۔ سورہ حجر میں فرمایا کہ اگر ہم ان کفار کے لیے آسمان کا دروازہ

بھی کھولدیں۔ اور یہ لوگ اس میں چڑھ بھی جائیں۔ تب بھی یہ منکر کہینگے۔ کہ ہمکو کسی نے جادو کردیا ہے۔ اور اسی طرح اور سوالات کے جواب دیگر آیات میں دیئے ہیں۔

تفسیر کبیر میں بھی اس جواب کی اسی طرح تقریر کی ہے۔

ان آیات سے صاف معلوم ہوگیا۔ کہ کفار کے اقتراح آیات کے جواب میں قل سبحان ربی ہل کنت الا بشراً رسولاً کی تعلیم کرنا اسوجہ سے نہ تھی۔ کہ یہ امور ناممکن تھے۔ بلکہ یہ تعلیم کیا گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ اس امر سے پاک ہے۔ کہ اپنی سلطنت میں کسی کی مرضی پر انتظام کرے۔ یا کوئی شخص اسپر تحکم کرے۔

اگر یہ سوال کیا جائے۔ کہ جب یہ امور ممکن تھے۔ اور نبی برحق کے معجزہ سے بعید نہ تھے۔ تو پھر کیوں انکو پورا نہ کر دکھایا۔ تو اسکا جواب وہ ہے۔ جو اجمالاً اوپر گذر چکا۔ اور وہ خود قرآن شریف نے تعلیم کیا ہے۔ کہ قرآن شریف تصدیق رسالت کے لئے کافی ثبوت ہے"۔

ریویو۔ مولوی صاحب کی تحریر کا خلاصہ یہ دو باتیں ہیں۔ کہ (۱) مذکورہ بالا چھ مطالبات کفار ممکن الوقوع ہیں۔ اور انہیں میں سے ایک مطالبہ بجسد عنصری آسمان پر چڑھنے اترنے کا بھی ہے۔ لہذا جو لوگ آسمان پر بجسد عنصری جانیکو قل سبحان ربی ہل کنت الا بشراً رسولاً کے مطابق ممتنع اور غیر ممکن سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔

(۲) چونکہ اقتراحی معجزات دکھانا عادت اللہ کے خلاف ہے۔ اسلئے کفار کے یہ کل مطالبات اقتراحی ہونیکی وجہ سے نہیں دکھائے گئے۔ اور سب کا ایک ہی جواب نفی میں دیا گیا۔

امر اول کی نسبت میری گزارش یہ ہے۔ کہ (الف) آسمان پر بجسم خاکی چڑھ جانیکو ہم بھی بلحاظ قدرت آلہیہ غیر ممکن الوقوع نہیں مانتے۔ پس مولویصاحب نے جو اس بارہ میں طوالت سے کام لیا ہے۔ وہ محض بیہودہ ہے۔ لیکن مولویصاحب اگر کچھ غور و فکر سے کام لیتے۔ تو اس بات کو ضرور سمجھ سکتے تھے۔ کہ ایک شے کا ممکن بالذات یا ممکن الوقوع ہونا امر دیگر ہے۔ اور واقع ہونا امر دیگر کسی شے کے ممکن بالذات یا ممکن الوقوع ہونیسے انکو واقعات میں شامل کر لینا جائز ہو

سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ آسمان پر بجسم خاکی چڑھ جانیکو محض ممکن الوقوع مان لینے سے امر واقع مان لیا جائے۔

(ب) احمدی حضرات یہ نہیں کہتے۔ کہ آیت کریمہ ہل کنت الا بشرا رسولا کے مطابق بشر رسول کا آسمان پر چڑھ جانا غیر ممکن الوقوع ہے۔ بلکہ آیت مذکورہ کے مطابق یہ کہتے ہیں۔ کہ کسی بشر رسول کا آسمان پر چڑھ جانا اُس حکمت الہیہ کے لحاظ سے وقوع میں نہیں آسکتا جس کے لحاظ سے مطالبہ کفار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بجسم عنصری آسمان پر تشریف لیجانا وقوع میں نہیں آیا۔ بالفاظ دیگر ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ آسمان پر بجسم خاکی کسی بشر کا جانا اگرچہ ممتنع بالذات نہیں ہے۔ مگر حکمت ایمان بالغیب وسنتہ اللہ کے لحاظ سے ممتنع بالغیر ہے۔ لہذا آسمان پر بجسم خاکی چڑھ جانا باوجود ممکن بالذات ہونیکے ہرگز وقوع میں نہیں آسکتا۔ کیونکہ امر مذکور ممکن بالذات مگر ممتنع بالغیر ہے۔ مثلاً ممکن ہے کہ خداوند تعالے شریعت محمدیہ کو قیامت سے پہلے منسوخ کردے۔ مگر وہ اپنے وعدہ کے مطابق ایسا نہیں کریگا۔ اسلئے شریعت محمدیہ کا قیامت سے پہلے منسوخ ہوجانا ممکن بالذات مگر ممتنع بالغیر ہے۔ یہی حال آسمان پر بجسم خاکی چڑھ جانیکا سمجھ لیجئے۔

(ج) ہم اس ریویو میں نہایت قوی دلائل سے ثابت کرچکے ہیں۔ کہ بشر رسول آسمان پر بجسم خاکی نہیں جا سکتا۔ مگر علاوہ ان دلائل کے بعض دلائل یہاں بھی لکھے دیتے ہیں۔ غور سے سنیئے۔

اللہ تعالی قرآن کریم میں یوں فرماتا ہے۔ قل ما کنت بدعاً من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم ان اتبع الا ما یوحیٰ الی وما انا الا نذیر مبین ط پارہ ۲۶ سورہ الاحقاف۔ ترجمہ کہدو۔ کہ میں کوئی نیا پیغمبر نہیں ہوں۔ اور میں نہیں جانتا۔ کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہو میں تو بس اسی کی پیروی کرتا ہوں۔ جو مجھ پر وحی کیجاتی ہے۔ اور میں تو صرف کھول کر ڈرانیوالا ہوں پھر ارشاد ہوتا ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی سورۃ الکہف۔ تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم۔ حکم آتا ہے مجھکو

پھر ارشاد ہوتا ہے۔ قولوا اٰمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم و

اسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیّون من ربھم لانفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون ط (سورہ البقر)

ترجمہ تم کہو ہمنے یقین کیا۔ اللہ پر اور جو اترا ہمپر اور جو اترا ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اسکی اولاد پر اور جو ملا موسیٰ اور عیسیٰ کو اور جو ملا سب نبیوں کو اپنے رب سے ہم فرق نہیں کرتے ایک میں ان سب سے اور ہم اسی کے حکم پر ہیں۔

ان آیات کریمہ سے بکمال وضاحت ثابت ہے۔ کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ تمام لوازم بشریت موجود تھے جو تمام نبی نوع انسان میں مشترک ہیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ نوع انسان کے باقی افراد بجسم خاکی آسمان پر نہیں جاسکتے۔ اسلیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مطابق آیت کریمہ بجسم خاکی آسمان پر نہیں جاسکتے۔ کیونکہ آپ بشریت میں اور افراد نوع انسان کی مانند ہیں فرق ہے۔ تو صرف نزول وحی کا۔ یہ بات بالکل سچ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے رسول نہیں تھے جن میں کوئی ایسی نئی اور پرانی بات پائی جاتی ہو جو اور رسولوں میں تھوڑی بہت نہ پائی جاتی ہو۔ اب کون ہے۔ جو یہ بات ثابت کر سکے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے رسولوں میں سے کوئی رسول بجسم خاکی آسمان پر گیا تھا۔ پس جب یہ بات ثابت نہیں ہو سکتی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک نئی اور پرانی بات کیونکر تسلیم کر لیجائے۔

امر دوم کی بابت میر صفدر حسین صاحب مہتمم تعمیرات سرکار نظام دکن نے اپنے رسالہ سرسری نظر میں کتاب انوار الحق پر ریویو لکھتے ہوئے نہایت آزادانہ محققانہ اور دلچسپ بحث کی ہے۔ اسلیئے ہم اسے یہاں نقل کر دینا کافی سمجھتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے

”منشاء سوال بقرائن حال یہ پتا تا ہے۔ کہ آنحضرت سے کفار کے ان مطالبات کی یہ غرض تھی۔ کہ انہوں نے یہ گمان کیا تھا۔ کہ آنحضرت انکے پورا کرنے پر قادر نہ ہو سکینگے اگرچہ بظاہر ان مطالبات کے منجملہ زمین میں چشمہ کا جاری کر دینا یا کھجور اور انگور کا باغ اپنے لئے مہیا کرنا اور ان میں نہر دیکا جاری کرنا ممکن الوقوع تھا۔ اور اسکے بعد کے مطالبات کی نسبت کفار نے گمان کیا تھا۔ کہ آنحضرت

انکے پورا کرنیکے مدعی ہیں چنانچہ انہوں نے کہا جیسا کہ تیرا زعم ہے۔ ہم پر آسمان کا ایک ٹکڑا ڈالدے یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے روبرو لا۔ یا تیرے واسطے ایک طلائی گھر ہو جاوے۔ اس میں یہ طنز تھا۔ کہ بہشتی حسین طلائی گھر کی بشارت دیتا ہے۔ وہ یہیں تیرے واسطے بنجاوے۔ تو یہ آسمان پر ہمارے روبرو چڑھکر دکھلا۔ غالباً یہ طنز معراج کے واقعہ کی طرف ہے۔ اسواسطے انہوں نے یہ قید لگائی۔ کہ ہمارے روبرو آسمان پر چڑھ جانا کافی نہیں۔ بلکہ ایک ایسی کتاب ہمارے روبرو لا۔ تاکہ ہم خود اسکو پڑھ لیں۔ اس میں یہ طعنہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرآن کے نزول کا محض زبانی دعوی ہے ان آنکھوں سے دیکھنا تو نہیں۔ پھر ایسی کتاب لکھی لکھائی لا جسکو ہم خود پڑھ لیں۔

حاصل مفہوم اسکا یہ ہوا۔ کہ معراج میں آسمانوں پر جانیکا یا آسمان سے قرآن کے نزول کا جو دعوے ہے۔ ان دونوں غیبی امور کا ثبوت ہمارے روبرو عالم شہادت میں دو تاکہ ان جسمانی آنکھوں سے دیکھکر اسکی تصدیق کریں۔ پس اس درخواست کا یہ مطلب ہوا۔ کہ جسم خاکی سے آسمان پر اُسی کے حسب حال ایک کتاب ورقوں میں لکھی ہوئی اپنے ساتھ ہمکو لادے۔ کیونکہ جسمانی آنکھ جسم ہی کو دیکھ سکتی ہے جسکا یہ حق سبحانہ تعالی کا یہ ارشاد ہوا۔ کہ کہدے اے محمد اللہ میرا پاک ہے۔ اسلئے کہ میں ان میں سے کسی ایک مطالبہ کے پورا کرنے پر بھی بالذات قادر نہیں ہوں۔ جیسا کہ تمہارا گمان یا امتحان مقصود ہے۔ کیونکہ بغیر اذن الٰہی کے رسول کو جو وہ بشر ہے یہ طاقت و قدرت نہیں ہوتی۔ کہ کوئی نشان از خود دکھلاوے۔ لہذا پہلے تین مطالبات جو ممکن الوقوع ہیں۔ انکا وقوع بھی اللہ تعالےٰ کے ہاتھ اور اُسی کے ارادہ پر منحصر ہے۔ اور باقی تین مطالبات یعنی آسمان کا ٹوٹ پڑنا یا اللہ تعالےٰ اور فرشتوں کا ظاہر ہونا یا بہشتی مکان کے ملنے کا اللہ تعالی کے وعدہ کے موافق ایک ایک وقت مقرر ہے جسکو اپنے اپنے مقام پر فرما چکا ہے۔ یعنی وعدہ گاہ اسکا روز قیامت و یوم آخرت ہے۔ اب رہے آخری کے دو مطالبات روحانی طور پر اسی دنیاوی زندگی میں انکا وقوع تو ہو چکا۔ جسکو جسمانی رنگ میں جو کفار اب دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ سنت اللہ کے مخالف ہے

پس اس صورت میں مولانا کا یہ استدلال کہ جسم خاکی اگر آسمان پر نہیں جا سکتا تو کتاب

بھی نازل نہیں ہوسکتی۔ درحالیکہ قرآن کا نزول آسمان ہی سے ہوتا تھا۔ صحیح نہ ہوگا۔ کیونکہ نزول قرآن کی شان جسمانی نہ تھی۔ کہ کوئی ورق قرآن کا لکھا ہوا آسمان سے اترتا ہو۔ جیسا کہ کفار کا سوال تھا۔ اور اسی سوال کے حسب حال جسم خاکی سے آسمان پر چڑھ جانیکا مطالبہ تھا۔ جسکو یہ جسمانی آنکھ دیکھ سکے۔ تو پس جبکہ آسمان سے قرآن کا نزول جسمانی شان سے خلاف سنت اللہ تھا۔ تو اسی نزول جسمانی کے حسب حال صعود جسمانی بھی آسمان پر خلاف سنت اللہ ٹھہرا۔ جنکا ایک ساتھ کفار نے مطالبہ کیا تھا۔ اسی واسطے حق سبحانہ تعالیٰ کی تنزیہ فرمائی گئی۔ کہ فلن تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلاً (د ۲۳ ع ۱۷)

شبہ ثانی پر بحث

مولوی ابراہیم صاحب صفحہ ۴۴-۴۹ پر لکھتے ہیں

"بعض لوگ اس آیت سے تمسک کر کے سیر معراج کو ایک خواب کا معاملہ قرار دیتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اور وہ رؤیا وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس (بنی اسرائیل) جو ہمنے تجھکو دکھائی تھی۔ تو اس میں صرف لوگوں کی آزمائش تھی۔ سو اسکا جواب دو طریق سے ہے۔ اول اس طرح کہ یہ آیت سیر معراج کے متعلق نہیں ہے۔ بلکہ صلح حدیبیہ کی خواب کی حکایت ہے۔ جس کی نسبت سورہ فتح میں بھی فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو جو کچھ خواب میں دکھایا تھا۔ اسے سچ کر دکھایا"

لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق (فتح ع ۴)

طریق سوم یہ ہے۔ کہ اگر اس آیت کو سیر معراج ہی کے متعلق کریں۔ تو پھر بھی سیر معراج خواب نہیں بنتا۔ بلکہ جسمانی ہی ثابت رہتا ہے۔ اسکا بیان اس طرح ہے۔ کہ لفظ رؤیا خواب کے لیے موضوع نہیں ہے۔ بلکہ لغت میں رؤیا اور رویت دونوں کے معنی دیکھنا ہے۔ عام اس سے

کہ خواب میں ہو یا بیداری میں"

ریویور۔ مولوی ابراہیم صاحب فرماتے ہیں۔ کہ آیت کریمہ وما جعلنا الرؤیا التی اریناك الا فتنة للناس۔ سیر معراج کے متعلق نہیں ہے۔ اور شاہ عبدالقادر صاحب اس آیت پر یہ تفسیری نوٹ لکھتے ہیں۔ اور وہ دکھاوا معراج ہے۔ کہ لوگ جانچے گئے۔ ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے۔ کہ مولوی ابراہیم کا بیان مان لیا جائے۔ اور شاہ عبدالقادر صاحبؒ کا بیان نہ مانا جائے۔

اور مولوی صاحب کی یہ دلیل کہ لفظ رؤیا کے معنی دیکھنا ہیں۔ عام اس سے کہ خواب میں ہو یا بیداری میں احمدیوں کو کچھ مضر نہیں۔ کیونکہ احمدی لوگ معراج نبوی کو بیداری کا واقعہ مانتے ہیں۔ البتہ اس موقعہ پر ایک امر کی تشریح ضروری ہے۔ کہ بیداری کے عالم میں بحالت کشفی جو نظارے دکھلائے جاتے ہیں۔ انکے لئے بھی عربی لٹریچر میں رؤیا کا لفظ ہی استعمال ہوتا ہے چنانچہ مکاشفات یوحنا کو عربی بائبل میں رؤیا یوحنا لکھا ہے۔ اگر مولوی ابراہیم صاحب اس بات کو نہیں مانتے۔ تو براہ مہربانی بتائیں۔ کہ حالت کشفی میں جو نظارہ دکھلایا جاتا ہے۔ اسکے لئے عربی زبان میں اور کونسا لفظ خصوصیت کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

شبہ سوم پر بحث

مولوی ابراہیم صاحب سلم الوصول کے آخری صفحات یعنی ۱۴۶ ۱۴۸ پر لکھتے ہیں۔

"بعض لوگ معراج جسمانی کے ماننے میں یہ عذر پیش کیا کرتے ہیں۔ کہ حضرت عایشہ رضؓ اور امیر معاویہ رضؓ کا یہ مذہب ہے۔ کہ معراج خواب میں ہوا تھا۔ سو انکا یہ عذر صحیح اور قابل پذیرائی نہیں۔ **اول** یہ کہ جب الفاظ قرآنیہ و احادیث صحیحہ مرفوعہ سے ثابت ہو گیا۔ کہ سیر معراج جسمانی تھا۔ تو اسکے مقابلہ میں غیر نبی کے قول کو پیش کرنا سراسر نبوت کی ناقدر شناسی ہے۔۔۔۔

۔۔ دوم یہ کہ آپکو جس سال سیر معراج کرایا گیا۔ اس وقت کی بابت حضرت عائشہ رضؓ اور امیر معاویہ رضؓ

دونوں میں سے کسیکو کچھ بھی خبر نہیں۔ کیونکہ ایک روایت کے موجب تو حضرت عائشہؓ معراج کے سال تک ابھی پیدا ابھی نہیں ہوئی تھیں۔ جیسا کہ ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے۔ اور اگر اسوقت پیدا شدہ بھی ہوں۔ تو اسقدر چھوٹی عمر کی تھیں۔ کہ آپکو اس واقعہ کا کوئی بھی علم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ چھ سال کی عمر میں آپ کی شادی ہوئی۔ اور نو سال کی عمر میں ہجرت کے بعد مدینہ شریف میں جاکر نبی صلعم کے گھر میں آباد ہوئیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں مذکور ہے۔ اور یہ امر مسلم ہے۔ کہ معراج شریف مکہ میں ہوا۔ اور امیر معاویہ بھی سال معراج تک مومن نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ آپ ہجرت کے آٹھویں سال فتح مکہ کے بعد بحسن اسلام مزین ہوئے۔ پس حضرت عائشہ اور امیر معاویہ کا قول احادیث مرفوعہ کے مقابلہ میں کسی طرح پیش نہیں ہو سکتا۔ سوم۔ . . . امیر معاویہ کے قول میں رویا کے معنی رویت چشم کے ہیں۔ اور حضرت عائشہ کے قول کے یہ معنی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم کے جسم اور روح میں جدائی نہ ہوئی تھی بلکہ آپ کا جسم روح کے ساتھ ہی تھا۔ اور معراج جسم اور روح دونوں کے ساتھ ہوا۔ پس اسوجہ سے امیر معاویہ اور حضرت عائشہ بھی مثل دیگر صحابہ کے معراج جسمانی ہی کے قائل ٹھہرے چہارم یہ کہ صفحہ ۲۴ میں تفسیر ابن کثیر سے منقول ہو چکا ہے۔ کہ اگر رسول صلعم کو اس معراج جسمانی کے پہلے روحانی یا منامی طور پر معراج کرایا گیا ہو۔ تو کچھ تعجب نہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلعم جو خواب دیکھتے تھے۔ وہ عین بعین صبح صادق کی طرح ظاہری واقعہ بھی ہو جاتا تھا۔ پس ممکن ہے۔ کہ امیر معاویہؓ اور حضرت عائشہ نے اس تمہیدی معراج کو روحانی قرار دیا ہو۔ جیسا کہ ملا علی قاری وغیرہ نے لکھا ہے پس منکرین معراج جسمانی کے پاس کوئی ایسی قوی دلیل نہیں ہے۔ جس سے انکو انکار کی گنجائش مل سکے"

ریویور۔ امر اول کی بابت یہ گذارش ہے۔ کہ آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ سے معراج نبوی کا بجسد عنصری ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوا۔ چنانچہ اس ریویو کے ناظرین پر مخفی نہیں۔ پس حضرت عائشہ صدیقہ اور امیر معاویہ کا مذہب خلاف قرآن وحدیث نہیں۔

امر دوم کی بابت یہ گذارش ہے۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ کو بھی یہ بات معلوم تھی۔ کہ معراج

کب ہوا اور انکی ولادت اور شادی کس زمانہ میں ہوئی۔ پس وہ معراج کے متعلق اپنے ذاتی علم یا چشمدید شہادت کی بنا پر کوئی مذہب کیسے قایم کر سکتی تھیں۔ علاوہ بریں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کی فراست و ثقاہت جو مسلمہ فریقین ہے۔ ایسے احتمال کی اجازت ہی نہیں دیسکتی۔ اسلئے عقل سلیم اسبات پر قطع واجب کرتی ہے۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے معراج نبوی کے متعلق جو اپنا مذہب ظاہر کیا ہے۔ وہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ میں صحیح تدبر و تفکر کا نتیجہ ہے۔ یہی تشریح حضرت معاویہؓ کے مذہب کی بھی اصل حقیقت ظاہر کرنے کیلئے کافی ہے۔ جو انکشاف اصلیت کیساتھ مولوی ابراہیم کے وساوس کا قطعی طور پر ازالہ کر دیتی ہے۔

افسوس! اہلحدیث کہلا کر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور خال المومنین حضرت امیر معاویہ کی نسبت یہ بدگمانی کہ انھوں نے باوجود اس علم کے کہ معراج نبوی کیوقت انکی کیا حالت تھی۔ نعوذ باللہ مسلمانوں کو اپنے ذاتی علم کا دھوکہ دیکر نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کے خلاف معراج نبوی کو روحانی یا منامی قرار دیا۔ مولوی صاحب کی یہ حرکت سخت شرمناک اور نہایت تعجب انگیز ہے۔

امر سوم کی بابت یہ عرض ہے۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت امیر معاویہ کا یہ مذہب کہ معراج نبوی بجسم خاکی نہ تھا۔ صدر اسلام سے لیکر ابتک اسقدر شہرت اور تواتر کے ساتھ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ فضول اور مضحکہ خیز تاویلات سے اسپر پردہ ڈالنے کی کوشش سراسر بیکار ہے شفائے قاضی عیاض کی عبارت ہم پہلے نقل کر چکے ہیں۔ ناظرین اسے ملاحظہ فرما کر پھر مولویصاحب اور انکے ہمخیالوں کی تاویل بازی کی داد دیں۔

امر چہارم کی بابت یہ گذارش ہے۔ کہ جب مولوی ابراہیم صاحب کے نزدیک یہ امر ممکن ہے۔ کہ امیر معاویہؓ اور حضرت عائشہ نے معراج نبوی کو روحانی قرار دیا ہو۔ جیسا کہ ملا علی قاری وغیرہ نے لکھا ہے۔ اور جسم خاکی کے ساتھ معراج کا ہونا قرآن و حدیث سے پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ معراج نبوی کو ایک کشفی واقعہ نہ مان لیا جائے۔

مولوی صاحبان کا یہ خیال کہ معراج کئی مرتبہ ہوا۔ بالکل باطل ہے۔ کیونکہ تعدد معراج کی صورت میں حکم الٰہی متعلق فرضیت نماز مندکرہ احادیث معراج کی بار بار تنسیخ عبث اور فضول طور پر ماننا پڑتی ہے۔ جو حکمت الٰہی کی شایان نہیں۔ لہٰذا معراج نبوی کا ایک ہی مرتبہ ہونا ماننا پڑیگا۔ جس کی نسبت امیر معاویہ اور حضرت عائشہ صدیقہ کا یہ مذہب ہے۔ کہ جسم خاکی کیساتھ نہیں۔ بلکہ روحانی تھا۔ واضح ہو۔ کہ سیر کشفی میں چونکہ روح کو ایک جسم لطیف عطا ہوتا ہے۔ جو روح کا حکم رکھتا ہے اسلئے معراج کے معاملہ کو روحانی معاملہ قرار دینا بیجا نہیں۔ پس جن حضرات نے معراج نبوی کو روحانی معاملہ قرار دیا ہے۔ انکا بیان کشفی معاملہ کے نقیض نہیں۔ اسی طرح جن بزرگوں نے معراج کو منامی یعنی خواب کا معاملہ قرار دیا ہے۔ انکے یہاں کا مآل بھی کشفی معاملہ ہی ہے۔ کیونکہ جس طرح خواب میں حواس ظاہری معطل اور بیکار ہوتے ہیں۔ اسی طرح کشفی حالت میں بھی ظاہری حواس ایک حد تک معطل اور بیکار ہو جاتے ہیں۔ پس ایسی حالت کو خواب سے تعبیر کرنا بہت کچھ صحیح و درست ہے لہٰذا معراج نبوی کو منامی قرار دینا بھی کشفی معاملہ کے نقیض نہیں۔ بلکہ مؤید ہے۔ کیونکہ روحانی اور منامی دونوں صورتوں میں یہ بات صریح طور پر ماننا پڑتی ہے۔ کہ سیر معراج بجسم خاکی نہ تھی۔ بنا بر علیہ معتقدین معراج بجسد عنصری کے پاس کوئی ایسی قوی دلیل نہیں ہے۔ جس سے انکو ایسے اعتقاد کی گنجایش مل سکے۔ دراصل انکے ایسے اعتقاد کی بنیاد محض توہمات پر ہے دعا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ انکو ایسے توہمات سے نجات دے۔ آمین۔ اب میں اس ریویو سے فارغ ہو کر ناظرین سے رخصت ہوتا ہوں۔ زندگی باقی ہے۔ تو انشاء اللہ العزیز مولوی ابراہیم صاحب کے دوسرے رسالہ نزول الملائکہ پر بھی کسیوقت اسی طرح ریویو لکھکر ہدیہ ناظرین کرونگا وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

راقم

سید صادق حسین مختار عدالت و سیکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ۔ ۲۲ مارچ ۱۲ء

ایڈیٹر جزاکم اللہ احسن الجزاء

معارف قرآن مجید

"از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام"

روح کسطرح پیدا ہوتی ہے؟

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔ یعنی یہ لوگ پوچھتے ہیں کہ روح کیا چیز ہے۔ اور کیونکر پیدا ہوتی ہے۔ انکو جواب دے۔ کہ روح میرے رب کے امر سے پیدا ہوتی ہے۔ یعنی وہ ایک رازِ قدرت ہے۔ اور تم لوگ روح کے بارے میں کچھ علم نہیں رکھتے۔ مگر تھوڑا سا یعنی صرف اسقدر کہ تم روح کو پیدا ہوتے دیکھ سکتے ہو اس سے زیادہ نہیں۔

اور انسانی روح کے پیدا ہونیکے لئے خدا تعالیٰ کا قانون قدرت یہ ہے۔ کہ دونوں نطفوں کے ملنے کے بعد جب آہستہ آہستہ قالب تیار ہو جاتا ہے۔ تو جیسے چند ادویہ کے ملنے سے اس مجموعہ میں ایک خاص مزاج پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ جو ان دواؤں میں فرد فرد کے طور پر پیدا نہیں ہوتی۔ اسی طرح اس قالب میں جو خون اور دو نطفوں کا مجموعہ ہے۔ ایک خاص جوہر پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ ایک فاسفرس کے رنگ میں ہوتا ہے۔ اور جب تجلی الٰہی کی ہوا کُن کے امر کے ساتھ اسپر چلتی ہے۔ تو ایک دفعہ وہ افروختہ ہو کر اپنی تاثیر اس قالب کے تمام حصوں میں پھیلا دیتا ہے۔ تب وہ جنین زندہ ہو جاتا ہے۔ بس یہی افروختہ چیز جو جنین کے اندر تجلی ربّی سے پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی کا نام روح ہے (یاد رہے) گو روح کا فاسفرس اس مادہ سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ مگر وہ روحانی آگ جسکا نام روح ہے۔ وہ بجز مس نسیم آسمانی کے پیدا نہیں ہو سکتی۔ یہ سچا علم ہے۔ جو قرآن شریف نے ہمیں تبلایا ہے۔

روح فانی ہے

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا

فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰٓی اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ۭ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ سورہ زمر ترجمہ خدا جانوں کو جب انکی موت کا وقت آتا ہے۔ اپنے قبضے میں کرلیتا ہے۔ یعنی وہ جانیں بیخود ہوکر الٰہی تصرف اور قبضے میں اپنی موت کے وقت آجاتی ہیں۔ اور زندگی کی خود اختیاری اور خودشناسی ان سے جاتی رہتی ہے۔ اور موت انپر وارد ہوجاتی ہے۔ یعنی بکلی وہ روحیں میت کی طرح ہوجاتی ہیں۔ اور صفات حیات زائل ہوجاتی ہیں۔ اور ایسی روح جو در اصل مرتی نہیں۔ مگر مرنیکے مشابہ ہوتی ہے۔ وہ روح کی وہ حالت ہے کہ جب انسان سوتا ہے۔ تب وہ حالت پیدا ہوتی ہے۔ اور ایسی حالت میں بھی روح خدا تعالےٰ کے قبضے اور تصرف میں آجاتی ہے۔ اور ایسا تغیر اس پر وارد ہوجاتا ہے کہ کچھ بھی اسکی دنیوی شعور اور ادراک کی حالت اسکے اندر باقی نہیں رہتی۔ غرض موت اور خواب وہ نوں حالتوں میں خدا کا قبضہ اور تصرف روح پر ایسا ہوجاتا ہے۔ کہ زندگی کی علامت جو خود اختیاری اور خودشناسی ہے۔ بکلی جاتی رہتی ہے۔ پھر خدا ایسی روح کو جس پر درحقیقت موت وارد کردی ہے۔ واپس جانیسے روک رکھتا ہے۔ اور وہ روح جس پر اسنے درحقیقت موت وارد نہیں کی۔ اسکو پھر مقرر وقت تک دنیا کی طرف واپس کردیتا ہے اس ہمارے کاروبار میں ان لوگوں کے لئے نشان ہیں۔ جو فکر اور سوچ کرنیوالے ہیں۔ یہ ہے ترجمہ مع شرح آیت

ممدوحہ بالا کا اور یہ آیت موصوفہ بالا دلالت کر رہی ہے۔ کہ جیسی جسم پر موت ہے۔ روحوں پر بھی موت ہے۔ لیکن قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ابرار اور اخیار اور برگزیدوں کی روحیں چند روز کے بعد پھر زندہ کی جاتی ہیں۔ کوئی تین دن کے بعد کوئی ہفتے کے بعد کوئی چالیس دن کے بعد۔

اور پلید روحوں میں بھی عذاب دینے کے لئے ایک حس پیدا کیجاتی ہے۔ مگر وہ مردوں میں داخل ہوتے ہیں۔ نہ زندوں میں جیسا کہ ایک شخص جب سخت درد میں مبتلا ہوتا ہے۔ تو وہ بدحواسی کی زندگی اسکے لئے موت کے برابر ہوتی ہے۔ اور زمین و آسمان اسکی نظر میں تاریک

دکھائی دیتے ہیں۔ انہیں کے بارے میں خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے یعنی جو شخص اپنے رب کے پاس مجرم ہو کر آئیگا۔ اسکے لئے جہنم ہے۔ وہ اس جہنم میں نہ مریگا۔ اور نہ زندہ رہیگا۔ اور خود انسان جب اپنے نفس میں غور کرے۔ کہ کیونکر اُس کی روح پر بیداری اور خواب میں تغیرات آتے رہتے ہیں۔ تو بالضرور اسکو ماننا پڑتا ہے۔ کہ جسم کی طرح روح بھی تغیر پذیر ہے۔ اور موت صرف تغیر اور سلب صفات کا نام ہے۔ ورنہ جسم کے تغیر کے بعد بھی جسم کی مٹی تو بدستور رہتی ہے۔ لیکن اس تغیر کی وجہ سے جسم پر موت کا لفظ اطلاق کیا جاتا ہے۔

ناکردہ گناہ بھی گنہگاروں کی مصیبت میں شریک ہو سکتی ہیں

(از حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ تعالیٰ)

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً ۚ

(ا) اما الروایۃ فقال ابن جریر جلد ۹-۱۳۷- نزلت فی علی وعثمان وطلحہ والزبیر ولم یدروا زمانا انہم من اھلھا فاذا ھم معینون بھا۔

(ا) ابن جریر فرماتا ہے۔ کہ یہ آیت درباره حضرات (علی۔ عثمان۔ طلحہ۔ زبیر رض) نازل ہوئی۔ انکو ایک عرصہ تک نہیں معلوم ہوا۔ کہ ہمارے حسب حال ہے پس ایک وقت آگیا کہ وہ اس آیت کے مصداق ہو گئے

(ب) وعن السدی انہا نزلت فی اھل بدر اصابتہم یوم الجمل اقول المآل واحد۔

(ب) اور سدی سے ہے۔ کہ یہ اہل بدر کے بارے میں نازل ہوئی۔ جنگ جمل میں انپر یہ مصیبت پڑی بہرحال دونوں کا مآل ایک ہی ہے۔

(ج) ابن عباس امر اللہ المؤمنین ان لا یقروا المنکر بین اظھرھم فیعمھم اللہ بالعذاب۔ وقال عبد اللہ ان اللہ تعالیٰ یقول انما اموالکم و

(ج) ابن عباس فرماتے ہیں۔ کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ حکم دیا ہے۔ کہ وہ برائی کو اپنے سامنے نہ ٹھہرنے دیں۔ ورنہ ان سب کے اوپر عذاب آئیگا۔ اور عبد اللہ نے کہا۔ اللہ تعالے

واولادکم فتنۃ۔ لاتصیبنّ نھی بعد نھی۔

(د) وفی الخازن۔ لم تقتصر علی الظالم خاصۃ بل تتعدے الیکم جمیعًا وتصل الی الصالح والطالح جلد ۲ صفحہ ۲۱۱

(س) ابن کثیر لایخص بھا اھل المعاصی ولامن باشر الذنب بل یعمھا وبین قصۃ الزبیر وھکذا فی فتح البیان وابن کثیر وزاد کالقحط والغلا وتسلط الظلمۃ وکذا قال الحسن نزلت فی علی وعثمان وطلحہ والزبیر وکذا فی درمنثور وجمع الروایات اما اھل الدرایۃ فصدقوا مافی الروایۃ وزادوا بقرایۃ ابن مسعود لتصیبن لاکن من این لنا قران ابن مسعود وابی وبعضھم اجترا حتی قال زائدۃ واما قولھم بتاکید النون فیرد علیھم قولہ تعالی ادخلوا مساکنھم لایحطمنکم

فرماتا ہے۔ کہ تمہارے مال تمہاری اولاد فتنہ ہیں اور لاتصیبن نہی ہے بعد نہی کے

(د) اور خازن میں ہے۔ کہ یہ عذاب بالخصوص ظالم پر ہی مقصور نہ رہیگا۔ بلکہ تم سب پر چھاجائیگا اور نیک و بد گنہگار ناکردہ گناہ دونوں پر اسکا اثر پہنچیگا۔ جلد ۲ صفحہ ۲۱۱

(س) ابن کثیر فرماتے ہیں۔ گنہگار ہی اس سے خاص نہیں اور نہ وہ جو گناہ سے ملوث ہو۔ بلکہ یہ عام ہے پھر قصہ زبیر لکھا ہے **فتح البیان میں** بھی ایسا ہی ہے۔ اور اسپر زیادہ کیا ہے۔ کہ فتنہ مثلاً قحط گرانی اشیا۔ ظالموں کا تسلط ہوجانا اور ایسا ہی ربیع نے کہا۔ کہ یہ درباره علی و عثمان و طلحہ والزبیر نازل ہوئی۔ اور درمنثور میں بھی ایسا ہی ہے۔ اس نے بہت سی روایتیں جمع کی ہیں۔ اہل الدرایۃ نے جو کچھ روایت میں آیا۔ اسکی تصدیق کی۔ ہاں قرأت ابن مسعود لکھی ہے۔ کہ یہ لتصیبن ہے۔ لیکن ابن مسعود و ابی کا قرآن کہاں ہے بعضوں نے جرأت کرکے کہدیا ہے۔ کہ لا زیادہ ہے اور یہ جو انہوں نے کہا ہے کہ لا نون کا مؤکد ہے تو اسکی تردید میں یہ قول کافی ہے۔ ادخلوا

سليمان وجنوده

(س) تم ترى بالعيان ذلة يهود واتركهم ذلة اهل الاسلام فى هذه الايام. ترك الحدود والارث واخذ سلطتهم الليس فيهم صالح الستم تتم ونحن انا لله وانا اليه راجعون هل العيان. ما يرشدكم كظمنا عن اهانة الاحاديث

مساکنکم لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ (پھر اسکے یہ معنی ہونگے - کہ اگر تم گھروں میں داخل ہوگئے - تو ضرور تمہیں سلیمان اور اس کے لشکر کچل ڈالینگے - حالانکہ یہ مراد نہیں۔)

(س) پھر ہم یہود کی ذلت اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں - انکو جانے دیجئے اہل اسلام بھی آجکل ذلیل ہو رہی ہیں - حدیں اور میراث نہیں متروک اور سلطنتیں چھن گئیں - کیا ان میں کوئی بھی نا کردہ گناہ نہیں - کیا تم اور ہم نہیں ہیں - انا للہ وانا الیہ راجعون - غرض کیا یہ مشاہدات اس سئلہ میں ہدایت کے لئے کافی نہیں ہے - اور احادیث رسول اللہ صلعم سے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے اور ہم انکی اہانت جو انکار سے ہویدا ہے - اندر ہی اندر پی گئے

وید قابل اتباع نہیں

(از حضرت مسیح موعود)

اسلئے کرداں اسنے اپنے پرمیشر کو خالق ہونے سے جواب دیدیا۔

۲ - اس نے روحوں کو ان کی تمام طاقتوں اور قوتوں کے ساتھ خود بخود سمجھ لیا۔

۳ - اس نے تمام ذرات عالم کو مع انکے خواص اور طاقتوں کے پرمیشر کی طرح اپنے وجود کے آپ ہی خدا مان لیا۔

۴ - اس نے خدا کی صفت وحی اور الہام کو ہمیشہ کے لئے معطل قرار دیا۔

۵ - اس نے ان تمام دلائل سے انکار کیا - جن سے خدا کے وجود کا پتہ لگتا ہے۔

۶ - اس نے پرمیشر کو ایک بخیل اور پکش پات اور طرفداری کرنیوالا ٹھہرایا - کہ جو ہمیشہ آریہ ورت سے ہی تعلق رکھتا ہے - اور انہیں پر الہام نازل کرتا ہے - دوسروں پر بےوجہ ناراض ہے

گویا اسی قوم سے اسکا رشتہ اور قرابت ہے اور گویا دوسرے ملکوں کے لوگ اسکے بندے ہی نہیں۔ یا انکے وجود سے ہی بے خبر ہے۔

(۷) اسنے نیوگ کے ناپاک طریق کے لئے تاکیدی حکم دیکر ہزاروں عورتوں کی عفت میں خلل ڈالا

(۸) اسنے تناسخ کا عقیدہ پیش کرکے آریوں کو کوئی ایسا قاعدہ نہ بتلایا۔ جس سے سمجھا جاتا۔ کہ مثلاً دوبارہ آنیوالی کوئی لڑکی اسی شخص کی ماں یا دادی تو نہیں جس سے وہ نکاح کرنا چاہتا ہے

(۹) اس نے یہ عقیدہ ظاہر کیا۔ کہ گویا پرمیشر کو ایک ایسا بدمکر کرنے کی عادت ہے۔ جو مکتی دینے کیوقت پوشیدہ طور پر مکتی یاب کے ذمے ایک گناہ رکھ لیتا ہے۔ اور پھر اسی گناہ کا الزام دیکر مکتی خانہ سے اسکو باہر نکالتا ہے۔

(۱۰) اسنے اپنے پرمیشر پر یہ نہایت قابل شرم دھبہ لگایا۔ کہ وہ جاودانی مکتی دینے پر قادر نہیں

واللہ یعصمک من الناس

اس پر تحدی پر از صداقت پیشگوئی کا جلوہ پانچ موقعہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہوا۔

۱۔ ایک تو وہ موقعہ تھا جب کفار قریش نے آنحضرت صلعم کے گھر کا محاصرہ کیا۔ اور قسمیں کھائی تھیں۔ کہ آج ہم ضرور قتل کرینگے۔

۲۔ دوسرا وہ موقعہ تھا جبکہ کافر لوگ اس غار پر مع ایک گروہ کثیر کے پہنچ گئے تھے۔ جس میں آنحضرت صلعم مع حضرت ابوبکر کے چھپے ہوئے تھے۔

۳۔ تیسرا وہ نازک موقعہ تھا جبکہ احد کی لڑائی میں آنحضرت صلعم اکیلے رہ گئے تھے۔ اور کافروں نے آپکے گروہ کا محاصرہ کر لیا تھا۔ اور آپ پر بہت سی تلواریں چلائیں۔ مگر کوئی کارگر نہ ہوئی۔ یہ ایک معجزہ تھا۔

۴۔ وہ موقعہ تھا جبکہ ایک یہودیہ نے آنجناب کو گوشت میں زہر دیدی تھی۔ اور وہ زہر بہت تیز اور مہلک تھی۔ اور بہت وزن اسکا دیا گیا تھا۔

۵۔ پانچواں وہ نہایت خطرناک موقعہ تھا۔ جبکہ خسرو پرویز شاہ فارس نے آنحضرت صلعم

کے قتل کے لئے مصمم ارادہ کیا تھا - اور گرفتار کرنے کے لئے اپنے سپاہی روانہ کئے تھے۔
ان تمام پر خطر قوموں سے نجات پانا اور ان تمام دشمنوں پر آخر کار کامیاب ہونا اعجاز ہے

ایسے ہی پانچ موقعے مسیح موعود پر

۱- اول وہ موقعہ جبکہ میرے پر ڈاکٹر مارٹن کلارک نے خون کا مقدمہ کیا۔

۲- دوسرے وہ موقعہ جبکہ پولیس نے ایک فوجداری مقدمہ مسٹر ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی کچہری میں میرے پر چلایا تھا۔

۳- تیسرے وہ فوجداری مقدمہ جو ایک شخص کرم الدین نام نے بمقام جہلم میرے پر کیا تھا۔

۴- چوتھے وہ فوجداری مقدمہ جو اسی کرم دین نے گورداسپور میں میرے پر کیا تھا

۵- پانچویں جب لیکھرام کے مارے جانے کے وقت میرے گھر کی تلاشی کی گئی۔ اور دشمنوں نے ناخنوں تک زور لگایا تا میں قاتل قرار دیا جاؤں۔ مگر وہ تمام مقدمات میں نامراد رہے

امت محمدیہ میں نبی اللہ کا اطلاق صرف مسیح موعود پر ہے

مسلمانوں میں کثیر گروہ تو اس عقیدے کا ہے۔ کہ خاتم الانبیاء کے یہ معنی ہیں۔ کہ اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئیگا یہ بات صحیح ہے بشرطیکہ حد اعتدال پر رہے۔ مگر انھوں نے نادانی سے ختم نبوت کے وہ معنے لئے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ ابتر بنا دیں۔ وہ اتنا بھی نہ سمجھے۔ کہ جب ماکان محمد ابا احد من رجالکم کے ماتحت آپکا کوئی جسمانی بیٹا نہیں۔ اور خاتم النبیین کے رو سے کوئی روحانی بیٹا (جو آپ کے کمالات باطنہ کا وارث ہو) بھی نہیں۔ تو پھر باقی کیا رہا یہ تفریط کی راہ تھی۔ مگر ایک افراط کی راہ ہے۔ وہ یہ کہ ہم یہ مان لیں۔ کہ رسول اللہ صلعم کے بعد چودہویں صدی تک کئی نبی و رسول ہو چکے ہیں۔ اور وہ سچے بھی تھے حضرت مسیح موعود کے کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اللہ کا خطاب صرف مسیح موعود کے لئے مخصوص ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے۔ میں چند حوالہ جات حقیقۃ الوحی کے متفرق مقامات سے پیش کرکے اس مسئلہ کو صاف کرتا ہوں۔ اور امید رکھتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت کے ہر فرد کا یہی عقیدہ ہوگا۔

اجسقدر نبی گزرے ہیں۔ ان سب کو خدا نے براہ راست چن لیا تھا حضرت موسیٰ کا اس میں کچھ بھی دخل نہیں لیکن اس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں۔ اور ایک (مسیح موعود) وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے۔ اور نبی بھی (صفحہ ۹۶ حاشیہ)

۲۔ غرض اس حصہ کثیر وحی الہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جسقدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ انکو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں (حقیقۃ الوحی صـ ۳۹۱)

نکات حدیث

(از افادات مجمع کمالات حضرت نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کارناموں میں نو باتیں ایسی ہیں جنکو خیال کرکے آپ کی عظمت دل میں بیٹھتی ہے۔

سب سے بڑا کام تو یہ کیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ بغیر کسی حفاظت کے سامان کے ہجرت کے لئے چل پڑے۔ جبکہ جانتے تھے۔ کہ اگر تمام کفار مکہ صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود باوجود کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ ایسے وقت میں آپ کے ساتھ جانا گویا موت کے منہ میں جانا تھا۔ سوائے بیحد محبت و عشق کے یہ دلیری نہیں ہو سکتی۔

دوسری بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر باون برس کی - اور حضرت عائشہؓ کی عمر کل چھ برس کی تھی ایسی چھوٹی عمر میں پیاری بیٹی کا نکاح ایک سن رسیدہ شخص سے کر دینے کا سوائے خاص محبت و ایمان کے اور کیا موجب ہو سکتا ہے

حضرت ابوبکر جانتے تھے۔ کہ عائشہؓ کی بڑھتی جوانی کے قوی رسول اللہ صلے اللہ کی محنت

دکوفت کا درمان پہنچادیں۔

تیسری بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے المناک وصال نے جبکہ تمام صحابہؓ کو سخت گھبراہٹ میں ڈالدیا جبکہ وہ صدمہ کے مارے حیران و پریشان ہو رہے تھے حضرت ابوبکر کا اس اطمینان اور ہمت سے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا اور تمام صحابہ کے سامنے ما محمد الا رسول والی آیت پڑھکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کی وفات پر مسلمانوں کا اجماع کرادینا آپ کے بینظیر ایمان و استقلال کا کوئی معمولی سا نمونہ نہیں چوتھی بات آپ کا قرآن مجید کو جمع کرنا ہے۔ یہ بھی ایسی خدمت ہے۔ کہ پھر قیامت تک کسی کو میسر نہیں آسکتی

(۵) پانچواں کارنامہ حضرت ابوبکر رضؓ کا یہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد جبکہ تمام مرتدین عرب مسلمانوں کی چھوٹی سی جمعیت پر چڑھ آئے تھے۔ اور قریب تھا۔ کہ مسلمانوں کو تباہ کردیتے۔ ایسے وقت جیش اسامہ کے بیس ہزار جانفروش سپاہیوں کو ایک دور دراز ملک میں بھیجدینا اور کہنا کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مجوزہ قول میں کوئی ترمیم نہیں کرنا چاہتا سوائے صدیقی ایمان کے اور کسی ایمان کا کام نہیں۔

(۶) چھٹی بات یہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مکہ اور مدینہ اور جواثہ کے سوا تمام مقامات میں تمام عرب مرتد ہوگئے تھے۔ کوئی تو خدا اور رسول ہی کا منکر ہوگیا۔ کوئی صرف رسالت کا کوئی خلافت کا کوئی صلوٰۃ وزکوٰۃ کا۔ غرض مرتدین کے پانچ گروہ بنگئے تھے۔ حضرتِ ابوبکر نے حکمدیا۔ کہ پانچ قسم کے مرتدوں کو قتل کردو۔ اسپر بڑے بڑے صحابہؓ اور حضرت عمرؓ نے عرض کی۔ کہ تمام عرب برخلاف ہو رہا ہے۔ ایسی سختی کا حکم نہ دینا چاہیئے۔ بلا لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے مرتدوں کو قتل نہ کیا جائے۔ ورنہ مسلمانوں میں انکے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ لیکن حضرت ابوبکر نے سخت حقارت کے ساتھ اس مشورہ کو رد کیا۔ اور کہا۔ کہ کیا تم لوگ جاہلیت میں ایسے بہادر اور اسلام میں ایسے بزدل بننا چاہتے ہو۔ اچھا اگر تم نہ لڑوگے۔ میں اکیلا جہاد کرونگا۔ یہ عزم مدبرانہ یہ ہمت مردانہ

یہ اجرائے حکم رسالت یہ حدود اللہ کی اقامت سوائے نبی کے خاص الخاص فدائیوں کے اور فدائیوں میں سے بھی اسکے جس پر خلعت خلافت سب سے پہلے زیب تن ہوئی ۔ اور کس میں ہو سکتی ہے۔

(۷) ساتویں بات حضرت عمرؓ کو اپنے بعد خلافت کے لئے منتخب کرنا ہے۔ جبکہ بظاہر حضرت عمر کی سخت گیر طبیعت لوگوں کو اپنے مستقبل کے لئے خطرناک معلوم ہوتی تھی۔ لیکن بعد کے تجربہ نے دنیا پر ثابت کر دیا۔ کہ اسلامی بنیاد کے مستحکم کرنے کے لئے عمرؓ جیسا سطوت افزا خادم پھر کبھی نہیں ملیگا۔

(۸) آٹھویں بےنظیر بات یہ ہے۔ کہ فدک کے معاملہ میں قوانین شرعی اور احکامات قرآنی پر اس استقلال کے ساتھ پنجہ مارا۔ کہ کوئی بڑی سے بڑی تحریک بھی آپ کے استقلال کوہ تمثال کو ہلا نہ سکی

نویں بات جو سب باتوں سے بڑھ چڑھ کر نظر آتی ہے۔ وہ یہ کہ کرم و فضل اس قدر اعلیٰ پایہ پر تھا۔ کہ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بغیر کسی جرح و قدح کے بالاتفاق آپ کو خلیفہ تسلیم کر لیا۔ یہ بات اور کسی خلیفہ کو اسلام میں نصیب نہ ہوئی۔ گو انصار نے دعویٰ کیا۔ کہ ہم میں سے بھی خلیفہ ہونا چاہیئے لیکن ابوبکرؓ کی خلافت کو کسی نے رد نہیں کیا

ریویوز

خیر الماعون ۔ یہ رسالہ دو حصوں میں مولوی محمد عبد الرحمٰن صاحب مبارکپوری نے اس موضوع پر لکھا ہے۔ کہ طاعونی مقام سے بھاگ کر جانا شریعت اسلامی میں سخت منع ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ مصنف رسالہ نے اس ممانعت میں نہایت افراط کی راہ اختیار کی ہے۔ اور اس بات پر زور دیا ہے کہ جب طاعون پھیلے۔ تو وہیں گھٹ کر مر جانا چاہیئے۔ کیونکہ طاعون رحمت ہے۔ اور نبی کریم صلعم کی دعا اور مومنوں کے لئے شہادت ہے۔ یہ نعمت عظمیٰ مشکل سے ملتی ہے۔ بلکہ اخیر میں یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے۔ کہ طاعون کے دور ہونے کیلئے دعا کرنی بھی جائز نہیں۔ مینے مصنف کی تمام دلایل کو بڑے غور سے پڑھا ہے۔ مجھے تو کوئی ایسی حدیث نہیں ملی جس سے یہ استدلال ہو سکے۔ کہ بہ نیت علاج طاعونی مقام سے نکلکر باہر ڈیرہ لگانا ممنوع ہے۔ کیونکہ علاج فرار عن الموت نہیں۔ یہ کہنا کہ باہر نکلنے سے بچ جانا امر یقینی نہیں ہے۔ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے۔ کہ کسی بیماری کا علاج کرنا فرار عن الموت ہے کیونکہ ہر ایک علاج یقینی نہیں ہے۔ شفا خدا کے ہاتھ میں ہے۔ فلا تخرجوا فرارًا منہ میں فرارًا منہ کی قید یہ سوال حل کر دیتی ہے۔ کہ خروج مطلق منع نہیں۔ اور فرار کا اعتبار نیت اور پیش آمدہ حالات پر ہے۔ اور اذا سمعتم بہ بارض فلا تقدموا علیہ میں فلا تقدموا علیہ بتا رہا ہے۔ کہ طاعونی مقام سے کنارہ کشی عین منشاء شریعت ہے۔ اور مصنف بھی اس سے انکار نہیں کر سکا۔ بلکہ شرجبیل بن حسنہ جس کے اثر پر مصنف کی تمام دلائل کا دارومدار ہے۔ وہ بھی واذا کان بارض فلا تدخلوھا فانہ یحرق القلوب کہکر ہمارے قول کی تصدیق کر رہا ہے۔ اور ہم نہیں سمجھتا۔ کہ یہ فیصلہ کس بنا پر کیا گیا ہے۔ کہ شہر سے نکلکر باہر کھیت یا باغ یا کھلے میدان میں ڈیرہ لگا لینا بھی فرار ہے حالانکہ جو ہول کے مریضے جو ہر پیدا ہوتی ہے۔ وہ بعض اوقات ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ اذا وقع الطاعون ببلد انتم فیہ فلا تخرجوا منہ بلا یخرج من البلدۃ صابرًا محتسبًا

میں بلدہ سے مراد یا ارض سے مراد گھر کی چار دیواری کے اندر کوئی خاص مقام جس پر چارپائی بچھی ہوئی ہو۔ ہرگز نہیں۔ قرآن مجید کی آیت حتیٰ اذا اقلت سحابا ثقالا سقنٰہ لبلد میت سے یہ ثابت ہے۔ کہ بلد کا اطلاق اینٹ و پتھر کے محلات پر نہیں۔ باقی رہا طاعون کا عذاب ہونا سو انہی احادیث سے ظاہر ہے۔ جو مصنف نے لکھیں۔ انہ کان عذ ابا یبعثہ اللہ علیٰ من یشاء (۲) الطاعون رجز۔ (۳) فقال عمرو تفرقوا عنہ فانہٗ رجز۔ دراصل ہمارے امام الحکم العدل مسیح موعود علیہ السلام کا فیصلہ اس بارے میں ایسا ہے۔ کہ تمام احادیث جمع ہو سکتی ہیں۔ وہ یہ کہ طاعون کے آثار دیکھکر بہ نیت علاج متوکلاً علی اللہ شہر سے باہر ڈیرہ لگا لینا یا کسی دوسرے مقام پر چلا جانا جائز ہے۔ زور ہونے پر دوسرے شہر میں جانا یا کسی طاعون زدہ مقام میں جانا سخت منع ہے۔ اور یہی حق ہے۔

ردّ جہاد آریہ مسافر نے ماہ اپریل مئی کے نمبر ۷، ۸ کو کتابی صورت میں شایع کیا ہے یہ رسالہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے رسالہ وید جہاد کے جواب میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ لیکن ایڈیٹر صاحب نے ضعیف اور غیر معتبر روایات کی بنا پر شاہان اسلام پر زہر اگلا ہے۔ اور چند واقعات کو ہاتھ میں لیکر بار بار کہا ہے کہ یہ وید پالٹکس پر عمل پیرا نہ ہونے اور قرآنی تعلیم پر چلنے کا نتیجہ ہے۔ لیکن نہ تو وید کی وہ شرتیاں دکھائی ہیں۔ جن سے جہانبانی کی مفصل ہدایات آشکار ہوں۔ اور نہ یہ ثابت کیا ہے۔ کہ ان بادشاہوں کا طرز عمل ہدایت قرآنی کے ماتحت تھا۔ کیا آریہ مسافر کا ایڈیٹر جو بقول خود قرآن مجید کو بہ غور مطالعہ کر چکا ہے۔ اس آیت سے بیخبر ہے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینہیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی۔ جس کے مقابلہ میں وہ چاروں ویدوں کے مجموعہ سے بھی اس مضمون کی جامع مانع ہدایت نہیں پیش کر سکتا۔ اور کیا اس نے نہیں پڑھا من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعاً۔ ہمارا قرآن تو فرماتا ہے۔ کہ اگر بغیر کسی قصاص کے یا فساد ڈالنے کے لئے کوئی کسی جان کو قتل کرتا ہے۔ تو گویا اس نے سارے

انسانوں کو قتل کر دیا۔ اور فرمایا۔ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؀ تو پھر یہ کس منہ سے کہا جاتا ہے۔ کہ باپ کو قتل کر کے بیٹے کا تخت پر بیٹھ جانا قرآن مجید کے منشا کے موافق ہے۔ پھر یہ دعویٰ کہ اسلام میں جہانبانی کے طریقے نہیں بتائے گئے۔ اس قوم کے ایک فرد کے لئے جو اسلامی سطوت و شوکت کو دیکھ چکی ہے۔ موجب شرم ہے جناب اسلام دنیا کے مشرقی و مغربی حصے پر سلطنت کر کے دکھا چکا ہے۔ کہ وہ اس مسئلہ کو کس عمدہ طریق پر چلنے والا بلکہ دوسروں کو سکھلانیوالا ہے۔ کسی بادشاہ نے اگر غلطی کی۔ تو یہ اسکا ذاتی فعل ہے۔ اسلام یا قرآن مجید پر اس سے کوئی حرف نہیں آسکتا۔ پھر میں حیران ہوں۔ کہ اڈیٹر آریہ مسافر انصاف کو بالائے طاق رکھکر یہ دعویٰ کرتا ہے۔ کہ "قرآن میں اس امر کے لئے احکامات ہیں۔ کہ جو لوگ حضرت نبی کو نہ تسلیم کریں اور ان کی باتوں پر آنکھیں بند کر کے ایمان نہ لادیں۔ تو ان سے جہاد کیا جاوے۔ اور جہاد کر کے انکو یا تو قتل کر دیا جاوے۔ یا حضرت کی تعلیم کے پیرو بنا دیا جاوے" میں اڈیٹر آریہ مسافر کو چیلنج کرتا ہوں۔ کہ اگر کچھ بھی اس میں غیرت اور اپنے عہدہ کا خیال ہے۔ تو وہ اس دعوے کو قرآن مجید سے ثابت کرے۔ کیا وہ اس دین پر اعتراض کرتا ہے۔ جسکے احکام یہ ہیں۔ کہ لا اکراہ فی الدّین قد تبیّن الرشد من الغیّ (۲) وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر یعنی ایمان لانا یا انکار کرنا اپنے اختیار کی بات ہے۔ اور دین میں کوئی زبردستی نہیں۔ یہ بھی غلط ہے۔ کہ جنگ اسلام منوانے کے لیے کیجاتی تھی۔ بلکہ جنگ تو ہر ایک مذہب کے آزاد رہنے اور فتنہ فساد کی آگ بجھانے کے لئے کرنیکا حکم تھا جیسا کہ فرمایا وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ ؀ دین اللہ کے لئے ہو جائے۔ یعنی جو شخص جس دین کا تابع ہے۔ وہ اللہ کی خاطر اسکا تابع ہو۔ کسی جبر و اکراہ سے نہ ہو۔ پس یہ بات ہرگز ہرگز صحیح نہیں ہے۔ کہ "قرآن نے جہاد کا محض اسلیے حکم دیا ہے۔ کہ جہاد کر کے غیر مسلم لوگوں کو مسلمان بنایا جاوے" بلکہ تمام غیر مسلموں سے لڑنا بھی جائز نہیں۔ بلکہ صرف ان سے لڑنے کی اجازت ہے۔ جو لڑتے ہیں۔ اور فساد ڈالتے اور نقض عہد کر کے سوسائٹی کے امن میں خلل انداز

ہوتے ہیں۔ دیکھو فرماتا ہے وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا۔ اِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ یعنی جنگ کرو۔ مگر ان سے جو تم سے پہلے جنگ کریں۔ پھر بھی زیادتی نہ کرو۔ اور یہ جنگ بھی فی سبیل اللہ ہو۔ وید کی طرح صرف دنیا کی ایک عارضی اور فانی سلطنت قائم کرنیکی نیت سے نہیں۔ بلکہ اسلئے کہ خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کے لئے کوئی روک نہ رہے۔ فساد کے روکنے کے لئے جو جنگ کیجاتی ہے۔ اس میں غیر مسلم و مسلم کی امتیاز بھی نہیں بلکہ ایسی حالت میں مسلمان گروہ سے جنگ کرنیکا حکم ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللهِ ایسے باحکمت اور منصفانہ احکام کی موجودگی میں قرآن و اسلام پر اعتراض کرنا کسی خداترس کا کام نہیں ہو سکتا۔

تبلیغی کارڈ بدر میں مِلنے سادہ کارڈوں کے پتہ والی طرف آدھے حصّے پر حضرت مسیح موعود کے دعادی کا ثبوت چھپایا تھا جو بہت مقبول ہوا۔ اب برادر محمد یمین صاحب تاجر کتب قادیان نے نو قسم کے تبلیغی کارڈ چھپوائے ہیں۔ ان میں سے تین تو میرے لکھے ہوئے ہیں۔ وفات مسیح نزول مسیح خصوصیات امام۔ ان عنوانوں کے ماتحت کافی ثبوت بہم پہنچایا گیا ہے۔ اور باقی گیارہ میں حضرت مسیح موعود کے مختلف اشعار تبلیغ سند۔ قرآن کریم کی عظمت۔ دعوت الحق ظہور المسیح۔ الوصیۃ تعلیم المہدی ایسے عنوانوں کے نیچے لکھے گئے ہیں۔ ہر سیکڑہ پر ان سے منگوائیے۔

انمول موتی

حضرت میر ناصر نواب قبلہ میرے حال پر خصوصیت سے کرمفرما ہیں۔ اکثر اپنے کلام بلاغت التیام سے مجھے سرفراز فرماتے رہتے ہیں مندرجہ ذیل غزل انھوں نے ایک خاص رنگ میں لکھی ہے جو ان کی عمر بھر کی تمام نظموں سے علیحدہ شان رکھتی ہے مصرع مصرع معرفت کا گنجینہ ہے۔ اور ماشاءاللہ تصوّف کا خزینہ۔ احباب پڑھیں اور سر دھنیں۔ بڑھاپا اور کلام میں شوخی۔

دل جو آئینہ تھا۔ وہ بن گیا اب سل افسوس نہ رہا یار کی وہ تذرکے قابل افسوس

دیکھکر اسکو گیا ہاتھ سے بس دل افسوس
مجھ کو اس در سے اٹھایا مری چالاکی نے
ایک دل تو مرے قابو کا بھی رہ جاتا آہ
گھر کا اس یار کے احرام تو باندھا سو بار
دل میں اور آنکھ میں ہردم جو مری پھرتا ہے
میں اگر زور لگاتا ہوں ثبوت حق میں
ہم نے دیکھا جو ادہر اس نے چھپایا منہ کو
ہم اگر کعبہ کو جاتے ہیں۔ وہ بت خانے کو
میں اگر جان بھی دیدوں تو نہیں لیتا وہ
میں نہ ہوتا تو کبھی کا وہ مجھے مل جاتا
کیا ہوا وہ جو کئے تو نے جو کوہ عصیاں ؎
مرے مرزا نے تو قرآن کا مطلب سمجھا
نگہ لطف سے اب اسپہ لگا دو مرہم
لب دریا سے یہ درویش پیاسا جائے
ہم جھکائے ہوئے سر بیٹھے ہیں اک مدت سے
رحم آتا ہے تمہیں بھی مری حالت پہ کبھی
مینے ہر چند کہ سمجھایا نہ سمجھا بیدرد
نیک و بد اس میں گرفتار ہیں اللہ اللہ
فکر دنیا نہ ہوئی دور کسی حالت میں
میں تو اس قوم کے احوال پہ کرتا ہوں رشک
جو شکار اسنے نہ مارا وہ ہوا مفت حرام

دعوٰی ضبط مرا ہو گیا باطل افسوس
ہائے میں کیوں نہ ہوا آج کو کاہل افسوس
نہ ہوئے سینے کے اندر مرے دو دل افسوس
اسکے دل میں نہ ہوئے ہم کبھی داخل افسوس
نہ ہوا گھر میں کبھی وہ مرے نازل افسوس
ضد سے بنجاتا ہے۔ وہ حامیٔ باطل افسوس
اس نے اک ناز کیا ہم ہوئے بسمل افسوس
نہ ہوا یار کبھی صلح پہ مایل افسوس
لے کے دل جس نے کیا ہے مجھی بیدل افسوس
مرا ہونا ہے فقط وصل میں حایل افسوس
کبر کا دل سے گیا تیرے نہ اک تل افسوس
بنگئے مولوی قرآن کے حامل افسوس
نگہ قہر سے دل ہو گیا گھائل افسوس
ترے الطاف سے محروم ہو سائل افسوس
قتل کرنیکو بھی آتا نہیں قاتل افسوس
کرتے بے عقل پہ ہیں جیسے کہ عاقل افسوس
درد دکھ میں نہ ہوا وہ مرے شامل افسوس
نہ گئی ملک سے اس عشق کی کِل کِل افسوس
مرے سینے سے ہوئی دور نہ یہ سل افسوس
کرتے ہیں حالت عشاق پہ جاہل افسوس
جو شراب اس نے نہ پی ہوگئی وہ خل افسوس

بیوفا تو جو ہوا ہاتھ ترے کیا آیا
بڑھکے گھٹنے سے ترے دل مرا گھٹ جاتا ہے
کوہ عزت میں ہوں اسکی نہیں ہے حسرت
کچھ کمانا تو رہا ایک طرف اے یارو
نیک کو کہتے ہیں بد۔ بد کو بتاتے ہیں نیک
مل کے دجال سے جینے کو لگے دینے دکھ
ہمنے مرنیکی ہے ٹھہرائی خدا خیر کرے
بے وفا یار ملا ہم نے اگر یاری کی
ہم جو عاشق ہوئے بازار ہوا عشق کا سرد
اپنے احوال پہ گر روتا ہوں گہ ہنستا ہوں
ہائے افسوس نہیں قدر مری جان کی کچھ
دیندا روں کے لئے ہے یہ مبارک دنیا
انکے زلفوں میں چھپا جا کے وہ ایسا ظالم
دربدر پھرتے ہیں دنیا میں ہزاروں عالم
چاہیئے واسطے عقبیٰ کے بھی اندیشہ و فکر
کچھ تو تھی شرم کچھ اغیار کا تھا پاس اسے
جب بڑے مر گئے ہم ہو گئے چھوٹوں سے بڑے
گل و ریحاں کی طرح سر پہ اسے میں رکھتا
جب سے اس شوخ میں اور مجھ میں پڑا ہے جھگڑا
شعر تر میں نے سنائے تجھے صدہا ناصر
ناصر خستہ تو دنیا میں بنا کیا کیا کچھ

تجھ پہ افسوس ہے افسوس ہے اے دل افسوس
کاش ہوتا نہ کبھی تو مرا کامل افسوس
اسکے چہرے کا بنا ہائے نہیں تل افسوس
وہ بھی کھو بیٹھے ملا تھا جو ہمیں دل افسوس
نہ رہی ہائے تمیز حق و باطل افسوس
مولوی ہو گئے کفار میں شامل افسوس
زندگی سے تو ہوا کچھ بھی نہ حاصل افسوس
ہم نے کھیلا جو جوا ہم کو ملا تل افسوس
علم کی قدر گئی ہم ہوئے فاضل افسوس
حسرتیں لاکھ ملیں ایک ملا دل افسوس
قتل کے بعد بھی کرتا نہیں قاتل افسوس
دنیاداروں کی تو ہے عمر کا حاصل افسوس
ہمنے ڈھونڈا تو بہت پر نہ ملا دل افسوس
ہمنے دیکھا ہے بہت کم کوئی عامل افسوس
جتنا دنیا کے لئے کرتے ہیں جاہل افسوس
نہ ہوا مرے جنازہ میں وہ شامل افسوس
کملا چلد ئے ہم ہو گئے کامل افسوس
اسکے کوچہ کی میسر نہ ہوئی گل افسوس
نہ رہا کوئی بھی اب ملک میں عادل افسوس
تو فضیلت کا نہ مری ہوا قائل افسوس
کسی کامل کا بنا ہائے نہ تو ملل افسوس

یہی نظم سبز کاغذ پر جیبی تقطیع چھاپی گئی ہے۔ قیمت - فی جلد ۲ ر کی ۱۲ عدد ذی استطاعت احباب کو بہت سی کاپیاں خرید کر مفت تقسیم کرنی چاہیئے۔ ملنے کا پتہ۔ تشحیذ قادیان۔

حضرت مسیح موعود کی کتابیں

حقائق و معارف الٰہیہ کا وہ خزانہ جسکا لٹانا روز ازل سے خدا کے برگزیدہ نبی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے مقدر تھا۔ کون احمدی ہے۔ جو انہیں اپنے جان و مال سے بڑھ کر نہیں سمجھتا۔ انکا ذخیرہ خدا کے فضل سے موجود ہے۔ تمام درخواستیں مہتمم کتبخانہ حضرت اقدس قادیان ضلع گورداسپور کے نام آنی چاہیئں۔ ہرگز ہرگز کسی دوسرے کے نام پر درخواست نہ ہو۔ اگلے مہتمم برادر محمد یمین تھے۔ اب یہ کام حضرت صاحبزادہ صاحب کے پرائیویٹ ملازم کے سپرد ہے۔ نام لکھنے سے حرج واقع ہوتا ہے یہ بات دوسرے احباب کے کانوں تک بھی جہانتک ممکن ہو۔ پہنچا دی جائے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئیں مشہور دوائیں

اصل عرق کافور

دیکھو گرمی کا موسم آیا۔ جہاں تہاں ہیضہ کا آنا بھی ممکن ہے۔ اس سے بچنے کیلئے آسان طریقہ ڈاکٹر ایس کے برمن کا اصل عرق کافور ہے۔ یہ دوا ۲۷ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہے یہ عرق گرمی کے دست پیٹ کا درد اور متلی کے لئے اکسیر کا اثر رکھتی ہے۔ ہمیشہ ایک شیشی اپنے پاس رکھو قیمت فی شیشی ۴ر

عرق پودینہ

ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنتا ہے اسکا رنگ پتی کے رنگ کا سا ہے اور خوشبو بھی تازی پتیوں کی سی آتی ہے۔ یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے۔ بہاج کے لئے یہ نہایت مفید دوا ہے پیٹ کا پھولنا۔ ڈکار کا آنا پیٹ میں درد بد ہضمی متلی اشتہاء کا کم ہونا بہاج کی علامت جلد دور ہو جاتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۸ر محصولڈاک ۵ر

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ صبح کو دست صاف ہوگا۔ پیٹ میں گرمی و مروڑ کچھ نہیں ہوگی حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوگی ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے چلے آتے ہیں۔ یہ گولیاں کل ہین بنتی ہیں مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں۔ ہر عیالدار کو ایک ڈبیا رکھنی چاہیئے قیمت سولہ گولیوں کی ایک ڈبیا ۵ر ایک سے چھ ڈبیا تک محصولڈاک ۵ر

درد سر و ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں بہار ہو جاتا ہے۔ یہ دوا لحظہ میں اسکو پانی کر دیتا ہے۔ اور ریاح جیسے ٹیس چمک پٹک رگوں بھر میں کھنگنی سے جو جھپٹاتے ہیں۔ اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ درد سر نصف سر میں ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے ہو فوراً دور ہو جاتا ہے اسلئے خاص و عام کو یہ دوا اپنے گھر میں رکھنا لازم ہے۔ قیمت ۱۲ ٹکیوں کی ایک شیشی ۶ر محصولڈاک ایک سے چھ ڈبیا تک ۶ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵و۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ